سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۴

عِلاجُ الغضب

غضب سے تو اگر مغلوب ہو گا بکے گی پھر زباں واہی تباہی
مِلی اختر جسے نسبت خدا کی مٹا دی اس نے باہی اور جاہی

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۴

علاجِ الغضب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسبِ ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

www.khanqah.org

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمّیدِ نصیحت دوستو اسکی اشاعت ہے

محبّت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

www.khanqah.org

ضروری تفصیل

وعظ : علاج الغضب

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۹ شوّال المکرم ۱۴۰۷؁ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۸۷؁ء بروز جمعہ
۹ جمادی الثانی ۱۴۰۸؁ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۸۸؁ء
۳۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸؁ھ مطابق ۱۷ امئی ۱۹۸۸؁ء بروز منگل

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۳ ربیع الثانی ۱۴۳۶؁ھ مطابق ۲۳ جنوری ۲۰۱۵؁ء

زیرِ اہتمام : شعبۂ نشر واشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی
پوسٹ بکس:11182رابطہ:+92.21.34972080 اور +92.316.7771051
ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل
نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ
ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

www.khanqah.org

پیش لفظ

یہ وعظ مسمّٰی بہ "علاج الغضب" حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم کے تین مواعظ کا مجموعہ ہے۔ پہلا وعظ ۲۹ شوّال المکرم ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۶ جون ۱۹۸۷ء بروز جمعہ صبح ۱۱ بجے، مسجدِ اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال نمبر ۲ کراچی میں ہوا۔

دوسرا وعظ ڈیرہ غازی خان میں غالباً ۹ جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ مطابق ۲۹ جنوری ۱۹۸۸ء کو ہوا جبکہ سفر حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم کے ہمراہ لاہور، فیصل آباد، راولپنڈی، ڈیرہ غازی خان، ملتان، پشاور وغیرہ کا ہوا تھا۔ اور تیسرا وعظ اسی موضوع پر ۳۰ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۸۸ء بروز منگل بعد نمازِ فجر مسجدِ اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں بیان فرمایا۔ ان تینوں مواعظ کو جمع کر دیا گیا ہے جو نہایت عجیب و غریب نافع مضامین کا مجموعہ ہے اور غصہ کی بیماری کی اصلاح کے لیے ایک نسخۂ کیمیاء۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرماویں اور اُمتِ مسلمہ کے لیے نافع فرماویں۔ اس رسالہ کے مسودہ کا حضرتِ والا نے ابتدا تا انتہا خود بھی مطالعہ فرمالیا ہے۔

مرتب:

یکے از خدام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

نقشِ قدم نبی ﷺ کے ہیں جنّت کے راستے
اللہ جل جلالہ سے مِلاتے ہیں سُنّت کے راستے

www.khanqah.org

علاج الغضب

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ
اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ وَ الۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ ؕ
وَ اللّٰہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾[1]

اللہ تعالیٰ نے اس آیتِ کریمہ میں اپنے خاص بندوں کی تین علامتیں بیان کی ہیں:

۱) جو لوگ کہ غصہ کو پی جاتے ہیں۔
۲) ہمارے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دیتے ہیں۔ اور
۳) صرف معاف ہی نہیں کرتے بلکہ ان پر کچھ احسان بھی کر دیتے ہیں تو ایسوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔

اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے انسان کی ایک خطرناک بیماری کا علاج بھی ان آیات میں بیان فرمایا ہے۔ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ بندے جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ وَ الۡکٰظِمِیۡنَ کے معنیٰ ہیں اَلَّذِیۡنَ یَکۡظِمُوۡنَ الۡغَیۡظَ اسم فاعل پر جب الف لام داخل ہوتا ہے تو معنیٰ میں اسم موصول کے ہو جاتا ہے۔ تو معنیٰ یہ ہوئے کہ وہ لوگ جو غصہ کو ضبط کر لیتے ہیں۔ غصہ آنا بُرا نہیں ہے، غصہ کا بے جا استعمال بُرا ہے۔ اگر غصہ کا مادّہ بُرا ہوتا تو قرآن میں اَلۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ کے بجائے اَلۡعَادِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ نازل ہوتا۔ جس کے معنیٰ ہوتے کہ وہ لوگ جو غصہ کو معدوم و مفقود و فنا کر دیتے ہیں۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ

[1] اٰل عمرٰن: ۱۳۴

نے اَلْعَادِمِیْنَ الْغَیْظَ نازل نہیں فرمایا، اس لیے کہ غصہ کا عدم مراد نہیں ہے۔ اگر غصہ معدوم ہوجائے تو کفار سے مقابلے کے وقت جہاد کیسے کرے گا؟ غصہ رہے، وہ تو اللہ نے رکھا ہے، اس لیے کہ غصہ کے موقع پر اس کا استعمال کرے، مثلاً جہاد ہو رہا ہے۔ اب خدا کے دُشمنوں کے خلاف غصہ استعمال کرو، اس وقت اگر کوئی کہے کہ یہ حقیر فقیر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہے تو اس وقت یہ تواضع حرام ہے بلکہ اس وقت تو کہو هَلْ مِنْ مُّبَارِزٍ؟ ہے کوئی جو میرے مقابلے میں آئے، لیکن غصہ جب اپنے نفس کے لیے ہو اُس وقت کے لیے ہے وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ یہ ہیں مردانِ خدا جو غصہ کو پی جاتے ہیں، ضبط کرلیتے ہیں۔

اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب کوئی ایسا وظیفہ بتادیجیے کہ بُرے خیالات ہی نہ آئیں۔ شہوت اور تقاضے ہی ختم ہوجائیں یعنی وہ چاہتے ہیں کہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری، یہ نادانی ہے۔ کمال تو یہی ہے کہ بُرے تقاضے پیدا ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لیے اپنی آرزوؤں کا خون کرلے۔ جو شخص آپ کے لیے جتنی زیادہ مشقت اور تکلیف اُٹھاتا ہے آپ اس کو اتنا ہی زیادہ اپنا گہرا دوست سمجھتے ہیں۔ بس تقاضوں سے بھاگنا یا مغلوب ہوجانا اس بات کی دلیل ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی راہ میں تکلیف نہیں اُٹھانا چاہتے۔ پھر کیا دعوائے محبت ہے۔ محبت کا ایک حق یہ ہے کہ محبوب کو راضی کرنے کے لیے ہر تکلیف کو برداشت کرلے، بس تقاضے تو رہنے چاہئیں اگر تقاضے زائل ہوجائیں تو حلال موقع پر بیوی کے حقوق کیسے ادا کرے گا؟ مطلب یہ ہے کہ غلط استعمال نہ کیا جائے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رذائل کا ازالہ مقصود نہیں امالہ مقصود ہے۔ یعنی رذائل کو زائل نہیں کیا جاسکتا، اُن کا رُخ پھیرا جاسکتا ہے۔ مثلاً کسی کے اندر غصہ کا مادّہ زیادہ ہے، اصلاح سے پہلے اپنے نفس کے لیے غصہ کیا کرتا تھا، کسی نے بُرا کہہ دیا، بس آپے سے باہر ہوگیا، کسی سے کوئی تکلیف پہنچی، اس پر صبر نہ کیا اور غصہ نافذ کردیا۔ لیکن اصلاح کے بعد اسی غصہ کا رُخ بدل گیا، اب اللہ کی نافرمانی پر غصہ آتا ہے، خدا تعالیٰ کے دُشمنوں سے بغض رکھتا ہے، نفس اگر گناہ کا تقاضا کرتا ہے تو اپنے نفس پر غصہ نافذ کرتا ہے کہ ہرگز تجھے گناہ نہیں کرنے دوں گا۔ غصہ تو ہے لیکن اب امالہ ہوگیا، رُخ بدل گیا جو محمود اور پسندیدہ ہے۔

www.khanqah.org

اور كَظَمَ کے کیا معنیٰ ہیں؟ عرب کے لوگ كَظَمَ کا استعمال کہاں کرتے تھے؟ قرآن کیوں کہ محاورۂ عرب پر نازل ہوا ہے لہٰذا علامہ آلوسی سید محمود بغدادی رحمۃ اللہ علیہ مفتی بغداد نے تفسیر روح المعانی میں عربوں کا محاورہ نقل کیا ہے تاکہ قرآن صحیح سمجھ میں آجائے۔ فرماتے ہیں کہ كَظَمَ عرب کی لغت میں اس وقت بولتے تھے جب مشک بھر کر پانی اُبلنے لگتا تھا تو عرب کے لوگ رسّی سے اس کا منہ باندھ دیتے تھے۔ لہٰذا كَظَمَ کے معنیٰ ہیں شَدُّ رَأْسِ الْقِرْبَةِ عِنْدَ امْتِلَاءِهَا مشک کا منہ باندھ دینا جب پانی بھر کر اس کے منہ سے نکلنے لگے۔[۲]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ کہ جب تم کو غصہ آجائے اور تمہارے جسم کی مشک کے منہ سے غصہ میں اول فول، گالی گلوچ یا کوئی انتقامی جذباتی اور مضربات نہ نکل جائے اس وقت جلدی سے کظم کی رسّی سے منہ کو باندھ دو اور غصہ کو ضبط کرلو۔ اسی کا نام ہے كَظَمَ غَيْظًا۔

اچھا غیظ اور غضب میں کیا فرق ہے؟ جیسے دفتر والے کہتے ہیں کہ آج صاحب کا موڈ ٹھیک نہیں ہے، بہت غیظ وغضب میں بیٹھے ہوئے ہیں، شاید بیوی سے کچھ ناچاقی ہوگئی ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے غیظ وغضب کا فرق بیان کیا ہے۔ غیظ کے معنیٰ ہیں کہ غصہ آئے اور انسان اس کو ضبط کرلے۔ غیظ میں آدمی اندر اندر گھٹتا رہتا ہے اور غضب کے ساتھ ارادہ انتقام کا ہوتا ہے۔ اس لیے غیظ کا استعمال مخلوق کے لیے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف غیظ کی نسبت کرنا جائز نہیں یعنی ہم یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچو، لیکن یہ نہیں کہہ سکتے کہ اللہ کے غیظ سے بچو۔ غیظ کا لفظ صرف مخلوق کے لیے خاص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف اس کی نسبت کرنا درست نہیں اور غضب کا استعمال مشترک ہے خالق کے لیے بھی اور مخلوق کے لیے بھی۔ یعنی غضب کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف بھی کی جاتی ہے اور مخلوق کی طرف بھی کی جاسکتی ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے چار حدیثیں بیان کی ہیں۔ اس لیے کہ آیات کی تفسیر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ہی سے ہوسکتی ہے، جن پر

---

[۲] روح المعانی: ۵۸/۴ (۱۳۴/۳)، دار احیاء التراث، بیروت

قرآن نازل ہوا ان ہی کی زبان مبارک سے اس کی تفسیر ہو سکتی ہے۔

پہلی حدیث یہ بیان فرمائی کہ مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ يَقْدِرُ عَلٰى اِنْفَاذِهٖ مَلَأَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَلْبَهٗ اَمْنًا وَّاِيْمَانًا[۳] جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا باوجودیکہ وہ غصہ نافذ کرنے پر قدرت رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو ایمان اور سکون سے بھر دے گا۔

یعنی جس شخص کو کسی پر غصہ آ گیا اور وہ اس پر پورا غصہ جاری کر سکتا ہے، اس کے لیے کوئی مانع نہیں ہے لیکن اللہ کے خوف سے اپنے غصہ کو پی جاتا ہے اور معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے بھر دے گا۔ امن کے معنیٰ ہیں سکون۔ غصہ ضبط کرنے کا یہ انعامِ عظیم ہے۔ بزرگوں نے فرمایا کہ جو شخص غصہ کا تلخ گھونٹ پی لیتا ہے یعنی غصہ کو ضبط کرلیتا ہے تو وہ غصہ سب کا سب نور بن جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ غصہ کی ایک اور تفسیر بیان کی کہ اپنے دین کی حفاظت کے لیے اور دین کے اجراء کے لیے اور اللہ کے لیے جو غصہ آئے وہ مستثنیٰ ہے کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منکرات اور اللہ کی نافرمانی پر اتنا غصہ آتا تھا کہ آپ کا چہرۂ مبارک سرخ ہو جاتا تھا۔ كَاَنَّ الرُّمَّانَ عُصِرَ عَلٰى وَجْهِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جیسے کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر غصہ آنا ہی چاہیے۔

دوسری حدیث یہ بیان کی کہ جس شخص نے غصہ کو ضبط کرلیا درآنحالیکہ وہ اس کے نافذ کرنے پر قادر تھا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو تمام مخلوق کے سامنے بلائیں گے اور اختیار دیں گے کہ جس حور کو چاہے اپنی پسند سے انتخاب کرلے۔ غصہ ضبط کرنے کا یہ دوسرا انعام بیان فرمایا گیا۔[۴]

تیسری حدیث یہ ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ وہ شخص کھڑا ہو جائے جس کا میرے اوپر کوئی حق ہو فَلَا يَقُوْمُ اِلَّا اِنْسَانٌ عَفَا[۵] پس کوئی شخص کھڑا

---

۳ کنز العمال: ۱۳۱/۳ (۵۸۲۲)، باب فی تعدید الاخلاق المحمودة، مؤسسة الرسالة

۴ ابوداؤد: ۳۰۳/۲، باب من کظم غیظا، ایچ ایم سعید

۵ روح المعانی: ۵۸/۴، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

نہیں ہو گا، مگر وہ جس نے دنیا میں کسی کی خطاؤں کو معاف کیا ہو گا۔

جنھوں نے یہ دولت کمائی ہو گی اور معاف کرنے والا عمل کیا ہو گا وہ اس دن اللہ تعالیٰ سے اپنا انعام لینے کے لیے کھڑے ہو جائیں گے۔

چوتھی حدیث یہ ہے کہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ یہ نقل فرماتے ہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص یہ بات پسند کرے کہ جنت میں اس کے لیے اونچے محل بنائے جائیں اور اس کے درجات بھی بلند ہو جائیں اس کو چاہیے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس کو معاف کردے اور جو اس کو محروم رکھے اس کو عطا کردے، اور جو اس سے قطع رحمی کرے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔[۶] بعضے خون کے رشتے ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ لاکھ نیکیاں کرتے رہو، وہ کبھی نیکی کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ ان کے لیے حکم ہے کہ صِلْ مَنْ قَطَعَكَ[۷] وہ تو قطع رحمی کریں، مگر آپ ان سے جڑے رہیں اور ان کو معاف کرتے رہیں۔ اس حدیثِ پاک میں ایسے شخص کے لیے اللہ تعالیٰ نے بزبانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم یہ وعدہ فرمایا کہ جنت میں اس کا شاندار مکان ہو گا اور اس کے درجات بلند ہوں گے۔ البتہ اگر کسی رشتہ دار سے ناقابلِ برداشت مسلسل اذیت پہنچ رہی ہے جس سے دین یا دنیا کا ضرر ہو تو علماء سے مشورہ کریں۔ اس کے لیے دوسرے احکام ہیں۔ تین حدیثیں غصہ کے بارے میں اور سناتا ہوں۔ اس آیت کی تفسیر میں سات حدیثیں بیان کرنے کا احقر کا معمول ہے۔

پانچویں حدیث یہ ہے کہ اِنَّ الْغَضَبَ لَيُفْسِدُ الْاِيْمَانَ كَمَا يُفْسِدُ الصَّبِرُ الْعَسَلَ[۸] غصہ ایمان کو ایسا خراب اور برباد کر دیتا ہے جیسا کہ ایلوا شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

ایلوا ایک نہایت کڑوی دوا ہے، اگر کوئی ذرہ بھی کوٹ رہا ہو تو حلق کڑوا ہو جاتا ہے۔ ایک من شہد میں ذرا سا ڈال دیجیے، سارا شہد کڑوا ہو جائے گا۔ اسی طرح غصہ ایمان کی مٹھاس اور حلاوت کو کڑوا کر دیتا ہے یعنی غصہ والے کو اللہ تعالیٰ کی محبت کا مزہ، عبادت کا مزہ، تلاوت

۶؎ روح المعانی: ۵۸/۴، دار احیاء التراث، بیروت

۷؎ الجامع الصغیر: ۴۳/۲، دار احیاء التراث، بیروت۔
کنز العمال: ۲۳۸/۱۶ (۴۴۲۹۸) باب الموعظۃ المخصوصۃ بالترغیبات، مؤسسۃ الرسالۃ

۸؎ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۴، باب الغضب والکبر، المکتب القدیمیہ

www.khanqah.org

کا مزہ نہیں آئے گا کیوں کہ غصہ نے اس کے ایمان کے کمال اور نور کو خراب کر دیا۔

چھٹی حدیث ہے کہ مَنْ کَفَّ غَضَبَہٗ کَفَّ اللہُ عَنْہُ عَذَابَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ[۹] جو شخص اپنے غصہ کو روک لے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنا عذاب اس سے روک لیں گے۔ ظاہر بات ہے کہ غصہ روکنے میں تکلیف ہوتی ہے اور اس نے اللہ کے لیے یہ تکلیف اُٹھائی لہٰذا اس مجاہدہ پر اتنا بڑا انعام ہے۔ اور یہ مجاہدہ بھی اہل اللہ کی صحبت کی برکت سے آسان ہو جاتا ہے۔ ایک حکایت یاد آئی۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص نے لکھا کہ حضرت مجھ میں غصہ کا مرض ہے۔ اس کا علاج عطا فرمائیے۔ حضرت نے ان کو تحریر فرمایا کہ آپ لکھنؤ میں انوار بک ڈپو کے مالک مولوی محمد حسن کاکوروی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جایا کیجیے۔ کچھ عرصہ بعد اس شخص نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ حضرت میرا غصہ جاتا رہا۔ میں مولوی صاحب کی خدمت میں جاتا رہتا ہوں لیکن انہوں نے تو کبھی غصہ کے متعلق مجھے کوئی نصیحت بھی نہیں کی۔ یہ کیا بات ہے کہ مجھے اتنا فائدہ ہوا۔ حضرت نے فرمایا کیوں کہ مولوی صاحب حلیم الطبع ہیں۔ ان کے دل میں صبر و حلم اور برداشت کا مادّہ بہت ہے۔ ان کے قلب کی صفتِ حلم آپ کے قلب میں منتقل ہو گئی۔

ساتویں حدیث: ایک صحابی حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کُنْتُ اَضْرِبُ غُلَامًا لِّیْ میں اپنے ایک مملوک غلام کی پٹائی کر رہا تھا، فَسَمِعْتُ مِنْ خَلْفِیْ صَوْتًا میں نے اپنی پیٹھ کے پیچھے سے ایک آواز سنی۔ وہ کیا آواز تھی؟

اِعْلَمْ اَبَا مَسْعُوْدٍ لَلّٰہُ اَقْدَرُ عَلَیْکَ مِنْکَ عَلَیْہِ

یہ کلامِ نبوّت کی بلاغت ہے کہ چند ضمیروں میں دو سطر کا مضمون بیان فرما دیا۔ اگر ہم اُردو میں اس کا ترجمہ کریں تو ڈیڑھ دو سطر ہو جائیں گی۔ فرمایا کہ اے ابو مسعود! اللہ تعالیٰ کو تجھ پر زیادہ قدرت ہے اس قدرت سے جو تجھ کو اس غلام پر حاصل ہے جس کو تو پیٹ رہا ہے۔ فرماتے ہیں فَالْتَفَتُّ میں نے متوجہ ہو کر دیکھا کہ کہاں سے یہ آواز آئی فَاِذَا ھُوَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے، یہ آپ کی آواز تھی ؎

---

۹ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۴، باب الغضب والکبر، المکتب القدیمیہ

جی اُٹھے مُردے تری آواز سے

یہ آوازِ نبوّت تھی جس سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دل زندہ ہوتے تھے، امراض کی اصلاح ہوجاتی تھی۔ بس اللہ تعالیٰ نے صحبتِ نبوّت کے فیضان کی برکت سے فوراً ہدایت عطا فرمادی۔ اللہ والوں کی صحبت سے قلب میں اعمالِ صالحہ کی ایک زبردست قوت و ہمت اور توفیق پیدا ہوجاتی ہے۔ چالیس چالیس سال سے انسان جس گناہ کو چھوڑنے کی طاقت نہ پاتا ہو اللہ والوں کے پاس چند دن رہ کر کے دیکھے کہ کیا ہوتا ہے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اور یہ بات حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتائی کہ میں تمہیں تمہارے پیر کی ایک بات بتاتا ہوں۔ کسی نے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ پارس میں یہ خاصیت کیوں ہے کہ لوہا اس سے چھوتے ہی سونا بن جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا کیوں کیا مت پوچھو، لوہے کو پارس سے لگادو پھر آنکھوں سے دیکھو کہ لوہا سونا بنتا ہے یا نہیں، پوچھنا کیا ہے، مشاہدہ کرلو۔ دیکھو کیسے کیسے شرابی، کبابی صحبت کی برکت سے اللہ والے بن گئے۔ جگر مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اللہ والے بن گئے اور جون پور کے ایک شاعر جن کا نام عبدالحفیظ تھا، شراب پیتے تھے۔ یہ سن کر تھانہ بھون گئے کہ وہاں انسان، انسان بنتے ہیں۔ شاید یہ شرابی بھی انسان بن جائے۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ عبدالحفیظ شاعر حضرت سے بیعت ہوگئے اور بیعت بھی کیسے ہوئے کہ خانقاہ تھانہ بھون میں چند دن قیام سے داڑھی جو تھوڑی سی بڑھ گئی تھی وہ بیعت ہونے سے پہلے منڈوالی اور حضرت تھانوی سے درخواست کی کہ حضرت مجھے بیعت کرلیجیے۔ حضرت نے فرمایا کہ جب بیعت ہی ہونا تھا تو اللہ کا نور جو چہرہ پر آگیا تھا اس کو کیوں صاف کیا؟ عرض کیا کہ حضرت آپ حکیم الامت ہیں، میں مریض الامت ہوں۔ مریض کو چاہیے کہ حکیم کے سامنے اپنا سارا مرض پیش کردے تاکہ نسخہ اسی طاقت سے لکھا جائے۔ یہ عمل تو بظاہر صحیح نہیں تھا لیکن چوں کہ نیت اچھی تھی اس لیے حضرت نے اس پر گرفت نہیں فرمائی۔ پھر خود ہی عرض کیا کہ اب کبھی داڑھی پر اُسترا نہیں لگاؤں گا۔ حضرت نے بیعت فرمالیا۔ یہ جون پور آگئے۔ ایک سال کے بعد حضرت وعظ کے سلسلے میں جون پور تشریف لے گئے، دیکھا کہ ایک بڑے میاں کھڑے ہیں، ایک مشت داڑھی رکھے ہوئے۔

فرمایا کہ یہ بڑے میاں کون ہیں؟ عرض کیا گیا کہ یہ وہی بڑے میاں ہیں جو کس حالت میں تھانہ بھون گئے تھے۔ حضرت ان کی داڑھی دیکھ کر خوش ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان کا خاتمہ بڑا اچھا ہوا۔ تین دن تک گھر میں روتے رہے۔ اللہ کا خوف طاری ہو گیا۔ کمرے میں ادھر سے اُدھر ایک دیوار سے دوسری دیوار تک تڑپ کے جاتے تھے اور روتے تھے۔ اسی طرح رو رو کے جان دے دی اور اسی خوف کی حالت میں اللہ کے پاس چلے گئے۔ اور اپنے دیوان میں یہ اشعار بڑھا دیے تھے ؎

مری کھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور ان کی شانِ ستّاری تو دیکھو

گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو

ہوا بیعت حفیظؔ اشرف علی سے
بایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

واقعی بڑی ہشیاری ہے۔ مبارک وہ بندہ ہے، بہت ہی مبارک بندہ ہے وہ جو اللہ والوں سے تعلق کر لے، جو اللہ کے دوستوں سے دوستی کر لے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ یہ ہماروں کا ہمارا ہے، یہ ہمارے دوستوں کا دوست ہے، لہٰذا اس پر بھی فضل فرما دیتے ہیں اور اس کو بھی اپنا بنا لیتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت سے تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ[۱] اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے پاس بیٹھنے والا شقی نہیں رہ سکتا۔ اس کی شقاوت کو سعادت سے اللہ تعالیٰ بدل دیتے ہیں۔ یہ لمبی حدیث ہے جس کا ایک جز یہ ہے کہ اللہ والوں کی مجلس میں ایک شخص غیر مخلص تھا، وہ وہاں اللہ کے لیے نہیں بیٹھا تھا، کسی ضرورت سے جا رہا تھا کہ وہاں بیٹھ گیا، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے پوچھا کہ میرے بندے کیا کر رہے تھے؟ اللہ تعالیٰ کو تو سب معلوم ہے لیکن اپنے بندوں پر فخر و مباہات فرمانے کے لیے

[۱] صحیح البخاری: ۲/۹۴۸ (۶۴۴۳)، باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ، المکتب القدیمیہ

پوچھتے ہیں۔ آخری جز اس لمبی حدیث کا یہ ہے کہ اے فرشتو! گواہ رہنا میں نے ان سب کو بخش دیا۔ فرشتوں نے عرض کیا کہ وہاں ایک بندہ ذکر کے لیے نہیں بیٹھا تھا اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ وہ کسی حاجت سے جارہا تھا، دیکھا کہ کچھ اللہ والے لوگ بیٹھے ہیں، وہ بھی بیٹھ گیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو بھی بخش دیا کیوں کہ میں اپنے مقبول بندوں کے پاس بیٹھنے والوں کو محروم نہیں کیا کرتا۔ هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ اس کی شرح میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ جَلِيْسَهُمْ يَنْدَرِجُ مَعَهُمْ فِيْ جَمِيْعِ
مَا يَتَفَضَّلُ اللّٰهُ بِهٖ عَلَيْهِمْ اِكْرَامًا لَّهُمْ [۱]

اللہ والوں کے پاس بیٹھنے والوں کو اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ مندرج کرلیتا ہے۔ ان تمام انعامات میں جو اللہ والوں کو عطا کیے جاتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ آگے مفعول لہٗ بیان ہو رہا ہے۔ اِكْرَامًا لَّهُمْ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کا اکرام فرماتے ہیں۔

دیکھیے! جیسے یہاں ڈیرہ غازی خان میں آپ لوگ جو کچھ حضرت والا ہردوئی دامت برکاتہم کو کھلاتے ہیں وہی ہم خادموں کو بھی کھلا رہے ہیں کہ نہیں۔ بس جب حِسّی نعمتوں کا یہ حال ہے تو ایسے ہی جنت میں بھی ان شاء اللہ تعالیٰ معاملہ ہوگا۔

جب اولیاء اللہ کی صحبت کا یہ انعام ہے کہ ان کی صحبت کے فیض سے شقاوت سعادت سے تبدیل ہوجاتی ہے اور قلب میں اعمالِ صالحہ کی زبردست ہمت و توفیق عطا ہوجاتی ہے تو صحبتِ نبوّت کے فیضان کا کیا عالم ہوگا؟ حالتِ ایمان میں جس پر نبوت کی نگاہ پڑگئی وہ صحابی ہوگیا اور دنیا کا بڑے سے بڑا ولی بھی ایک ادنیٰ صحابی کے رُتبہ کو نہیں پاسکتا۔ چناں چہ صحبتِ نبوت کے فیضان سے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو فوراً تنبیہ ہوگئی اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) هُوَ حُرٌّ لِّوَجْهِ اللّٰهِ اس غلام کو میں نے اللہ کے لیے آزاد کردیا۔ اس خطا کی تلافی میں۔ معلوم ہوا کہ خطاؤں کی تلافی بھی ضروری ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[۱] فتح الباری: ۱۱/۲۱۳، باب فضل ذکر اللہ عزوجل، دار المعرفۃ، بیروت

www.khanqah.org

لَوْلَمْ تَفْعَلْ لَلَفَحَتْكَ النَّارُ اَوْ لَمَسَّتْكَ النَّارُ [۱۲]

اگر تُو ایسا نہ کرتا اور غلام پر یہ رحمت نہ دکھاتا تو جہنم کی آگ تجھے جھلسا دیتی اور جلا کے خاک کر دیتی۔ یہ کون ہیں؟ صحابی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے ہیں۔ آج کس ظالم کا منہ ہے جو کہے کہ میں اتنا تہجد پڑھتا ہوں، صوفی ہوں، اتنا ذکر و فکر کرتا ہوں، میرے غصہ پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ ذرا سوچئے! یہ بات سوچنے کی ہے یا نہیں کہ اپنی عبادت پر اتنا ناز کہ ہم نے تہجد پڑھی ہے لہٰذا مسلمانوں کو، اور بھائیوں کو اور بہنوں کو اور بیویوں کو جس طرح چاہو ستاؤ۔ کوئی قانون نہیں۔ دیکھیے! صحبت یافتۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے لیے یہ حکم ہو رہا ہے کہ اگر تم نے رحمت نہ کی تو یاد رکھو قیامت کے دن دوزخ کی آگ تم کو لپٹ جائے گی۔ اب کس صوفی کا منہ ہے جو یہ کہتا ہے کہ میرا غصہ میرے لیے کچھ مضر نہیں۔ میری تو اتنی عبادت ہے، اتنا وظیفہ پڑھتا ہوں، میرے غصہ پر کوئی پکڑ نہیں ہوگی۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے زیادہ آپ مقبول ہیں؟ صحابی سے گویا بڑھ گیا۔ یہ صوفی جو ایسی باتیں کرتا ہے، یہ گویا دعویٰ کر رہا ہے کہ صحابی سے نعوذ باللہ اس کا درجہ بڑھ گیا۔

میرے دوستو! لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں مصلح کی کیا ضرورت ہے؟ دیکھیے! صحابی ہیں حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ لیکن مربّی و مصلح کی ضرورت پیش آئی کہ نہیں؟ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو مربّی کی ضرورت تھی جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں میں سب سے زیادہ افضل ہیں تو ہم لوگوں کا کیا منہ ہے کہ ہم اپنے کو تربیت کا محتاج نہ سمجھیں۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک عزیز سے ناراض ہوگئے اور فرمایا خدا کی قسم! اب میں ان پر کبھی احسان نہ کروں گا، اور جن سے ناراض ہوئے وہ جنگِ بدر لڑے ہوئے تھے، اصحابِ بدر جنگ بدر کی برکت سے اللہ کے یہاں مقبول ہوگئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی سفارش فرمائی اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَکُمْ [۱۳] مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی جس کے ترجمہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اے

---

[۱۲] صحیح مسلم: ۵۱/۲، باب صحبۃ الممالیک، ایچ ایم سعید

[۱۳] النور: ۲۲

www.khanqah.org

صدیق کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ میرا بدری صحابی جس نے جنگِ بدر لڑی ہے، تم اس کی خطا معاف کردو اور میں قیامت کے دن تمہیں معاف کردوں۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت صدیق اکبر نے اپنی قسم توڑ دی اور اس کا کفارہ ادا کیا اور دوسری قسم اُٹھائی کہ وَاللہِ اِنِّیۡ اُحِبُّ اَنۡ یَّغۡفِرَ اللہُ لِیۡ اللہ کی قسم! میں محبوب رکھتا ہوں کہ اللہ مجھے معاف کردے اور میں اپنے عزیز کی خطا کو معاف کرتا ہوں، اور فرمایا کہ اب میں پہلے سے بھی زیادہ ان پر احسان کروں گا۔ یہ ہے وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو لوگوں کی خطاؤں کو معاف کردیتے ہیں اور اس کے بعد وَاللہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ہے کہ معاف کرنے کے بعد اس پر کچھ احسان بھی کردیا جائے۔ اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو محبوب رکھتے ہیں۔

اس تفسیر کی تائید میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ان کی باندی ان کو وضو کرارہی تھی کہ لوٹا ہاتھ سے گر گیا اور ان کا سر زخمی ہوگیا، تیز نظر سے خادمہ کو دیکھا، وہ بھی حافظۂ قرآن تھی، فوراً یہ آیت پڑھی وَالۡکٰظِمِیۡنَ الۡغَیۡظَ اللہ کے خاص بندے وہ ہیں جو غصہ کو پی جاتے ہیں۔ فرمایا قَدۡ کَظَمۡتُ غَیۡظِیۡ میں نے اپنا غصہ پی لیا۔ اللہ کا فرمان سنتے ہی مان لیا، یہ نہیں سوچا کہ خادمہ کے منہ سے نکل رہا ہے۔ کسی کے منہ سے بھی نکلے، ہے تو خدا کا فرمان، چھوٹوں کے منہ سے بڑوں کی بات جب نکلتی ہے تو چھوٹوں کو مت دیکھو، ان کے منہ سے بڑوں کی جو بات نکل رہی ہے اس کی قدر کرو، لہٰذا فرمایا کہ میں نے غصہ پی لیا۔ اس کے بعد باندی نے یہ آیت تلاوت کردی وَالۡعَافِیۡنَ عَنِ النَّاسِ اور جو لوگوں کو معاف کردیتے ہیں۔ فرمایا قَدۡ عَفَوۡتُ عَنۡكِ میں نے تیری خطا معاف کردی۔ اس کے بعد اس نے کہا وَاللہُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ اور احسان کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتے ہیں۔ فرمایا جا! میں نے اللہ کے لیے تجھے آزاد بھی کردیا۔[۱۴]

اب ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ تبلیغی جماعت کے بانی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی چچا

---

[۱۴] روح المعانی: ۵۸/۴ (۱۳۴/۳)، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

ہیں۔ شیخ ایک مرتبہ اپنے ملازم پر ناراض ہوگئے اور فرمایا تم نے کیوں ایسی نالائقی کی؟ اس نے کہا حضرت جی معاف کردو، غلطی ہوگئی، انسان ہوں۔ حضرت شیخ نے فرمایا یہ غلطی تو تم نے ایک درجن بار کی ہے، دو چار دفعہ ہو تو معاف کردوں، تم تو بار بار یہی غلطی کررہے ہو، میں تمہیں کتنا بھگتوں؟ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ شیخ کے کان میں فرمایا کہ مولانا! اتنا بھگت لو جتنا قیامت کے دن اپنا بھگتوانا ہے یعنی اتنا معاف کردو جتنا اپنا معاف کرانا ہے، لہٰذا یہ مت کہو کہ کتنا بھگتوں۔ زیادہ سے زیادہ معاف کردو۔ بعض وقت آدمی غصہ میں کہتا ہے کہ کیا صاحب! یہ شخص تو ہر وقت غلطی ہی کرتا ہے، کوئی کام صحیح نہیں کرتا۔ لیکن بھائی بعضوں کی عقل ہی کم ہوتی ہے۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کامل عقل مثلاً ۹۸ ڈگری ہے تو بعض بندوں کو خدا کی طرف سے ساڑھے ستانوے ڈگری ہی ملی ہوئی ہے، بھولے بھالے نادان سے ہوتے ہیں، اپنا بچہ اگر ایسا ہو تو کیا کروگے؟ اس کے ساتھ نرمی و درگزر کا معاملہ کروگے یا نہیں؟ لہٰذا جس کو اللہ نے جتنی عقل دی ہے اس لحاظ سے اس کا محاسبہ اور مواخذہ کرو، ۹۷ ڈگری عقل والے سے ۹۸ ڈگری عقل والے کا محاسبہ نہ کرو۔ لیکن یہ جانتے ہوئے بھی غصہ میں کہتے ہیں کہ نہیں صاحب یہ خوب سمجھتا ہے، ہمیں ستانے کے لیے ایسا کرتا ہے۔ ایسی احمقانہ چیزیں شیطان پیدا کرتا ہے۔

اچھا ایک بات اور ہے، غصہ والا اپنے کو بہت بڑا آدمی سمجھتا ہے، غصہ کی تہہ میں کِبر پوشیدہ ہوتا ہے، جس پر غصہ آتا ہے اس کی حقارت ذہن میں ہوتی ہے اور اپنی برتری ثابت ہوتی ہے، جس وقت غصہ چڑھتا ہے اس وقت اس کا چہرہ دیکھ لو یا آئینہ سامنے کردو کہ اپنا چہرہ خود دیکھے اور اگر اس کے لب و لہجہ کو ٹیپ کیا جائے اور پھر اسی کو دکھایا جائے کہ جناب کا چہرہ اور لب ولہجہ ایسا تھا تو اس شعر کا مصداق ہوگا ؎

رات شیطاں کو خواب میں دیکھا
اس کی صورت جناب کی سی تھی

انسان کو اپنی بیماری کا پتا نہیں چلتا۔ آدمی فوراً کہتا ہے کہ میرا غصہ اللہ کے لیے ہے لیکن اپنا فیصلہ

معتبر نہیں ہوتا۔ پہلے کسی پَرکھنے والے کی کسوٹی پر پَرکھیے۔ شیخ مبصر بتائے گا کہ آپ کا غصہ اللہ کے لیے ہے یا نفس کے لیے ہے۔ ہر شخص خود فیصلہ کرلیتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بس ہم ٹھیک ہیں۔ جو کہتا ہے کہ ہم ٹھیک ہیں وہی ''ناٹھیک'' ہے۔ یعنی ٹھیک نہیں ہے اور جو شخص مصلح سے یہ کہہ دے کہ حضرت آپ کو تجربہ نہیں ہے، آپ تو بھولے بھالے ہیں، یہ آدمی جس پر میں غصہ کر رہا ہوں ایسا ویسا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شیخ پر اعتراض کر رہا ہے کہ شیخ گویا بدھو ہے۔ ایسے مرید کو کان پکڑ کر خانقاہ سے باہر نکال دینا چاہیے۔

غصہ میں اگر کسی پر زیادتی ہوجائے فوراً ہاتھ جوڑ کر معافی مانگنے میں شرمانا نہیں چاہیے۔ اس کو راضی کرلو ورنہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا۔ اور جو غصہ کا علاج اور تلافی کرے ان کا درجہ بھی سن لیجیے۔ میرے مرشدِ اوّل حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو ایک شخص پر غصہ آگیا اور غصہ میں کچھ زیادتی ہوگئی۔ انسان ہی تو ہے، چاہے کتنا بڑا ولی اللہ ہو اس سے بھی خطا ہو سکتی ہے۔ وہ آدمی بالکل اَن پڑھ تھے، ہَل جوتنے والے جیسے دیہاتوں میں ہوتے ہیں۔ پھولپور کے قریب ایک گاؤں تھا جس کا نام شدنی پور تھا۔ وہ شخص چلا گیا، شدنی پور کا رہنے والا تھا۔ بعد میں حضرت کو خیال ہوا کہ مجھ سے زیادتی ہوگئی ہے۔ اتنا غصہ مجھے نہیں کرنا چاہیے تھا۔ عصر کے بعد حضرت اس شخص سے معافی مانگنے تشریف لے گئے۔ وہ گاؤں صرف ڈیڑھ میل دور تھا، لیکن حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ میں اتنا پریشان ہوا کہ راستہ بھول گیا۔ کھیتوں میں ہوتا ہوا بہت دیر سے اس کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ آج مجھ سے تم پر کچھ زیادتی ہوگئی، میں نے تمہیں کچھ زیادہ کہہ دیا، لہٰذا تم مجھ کو اللہ کے لیے معاف کردو، اس نے کہا آپ اتنے بڑے مولانا ہیں اور میں جاہل آدمی ہوں، آپ تو میرے باپ کے برابر ہیں، باپ کو تو بیٹے پر حق ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ قیامت کے دن نہ معلوم کیا حال ہوگا؟ اس دن معلوم ہوگا کہ کون چھوٹا ہے کون بڑا ہے۔ تم جب تک یہ نہ کہوگے کہ میں نے معاف کردیا میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا۔ اس نے دیکھا کہ مولانا بغیر کہلوائے نہیں جائیں گے تو کہا کہ اچھا! حضرت آپ کا حکم ہے، آپ کا دل خوش کرنے کے لیے کہہ دیتا ہوں کہ معاف کردیا ورنہ آپ کا مجھ پر حق ہے۔ حضرت لوٹ آئے۔ اسی رات کو خواب میں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ دیکھا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک کشتی میں تشریف فرما ہیں اور فرمایا کہ کچھ فاصلہ پر میری کشتی ہے، اس پر میں اکیلا بیٹھا ہوا ہوں۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے باآوازِ بلند حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! عبد الغنی کی کشتی کو میری کشتی سے جوڑ دو۔ حضرت نے فرمایا کہ جب میری کشتی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی کشتی سے جوڑی تو اس کی کھٹ سے جو آواز آئی آج تک اس کا مزہ آرہا ہے۔ کانوں میں اس کا لطف ولذت سماگئی۔ حضرت شاعر نہیں تھے، مگر اس مزہ کو شعر میں بیان فرمادیا۔

مضطرب دل کی تسلّی کے لیے

حکم ہوتا ہے ملا دو ناؤ کو

دیکھیے! غصہ کی تلافی وندامت ومعذرت پر کتنا بڑا انعام ملا۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ اپنے وعظ میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھا۔ بیوی نے سالن میں نمک تیز کردیا۔ ہاتھ ہی تو ہے، اندازہ نہیں ہوا نمک تیز ہوگیا۔ ہماری بیٹیوں سے اگر غلطی ہوجائے تو ہم کیا چاہتے ہیں؟ کہ داماد معاف کردے، ہماری بیٹیوں کو جب داماد ستاتے ہیں تو ہم بزرگوں سے تعویذ لیتے ہیں، وظیفے پوچھتے پھرتے ہیں، لیکن ہمارے تحت جو بیویاں ہیں وہ بھی تو کسی کی بیٹیاں ہیں ان پر رحم نہیں آتا۔ اپنی بیٹی پر جب پڑتی ہے تو ہمیں تعویذ یاد آتے ہیں۔ اللہ والوں کے پاس جاتے ہیں اور روتے ہیں کہ داماد بہت ظلم کررہا ہے لیکن ہم اپنی بیویوں کو جو ستاتے ہیں، ذرا ذرا سی بات پر ڈانٹ ڈپٹ، بے چاری گُھٹ گُھٹ کے روتی رہتی ہیں، سسرال میں کوئی ان کا ہوتا نہیں، باپ بھائی دُور ہوتے ہیں، لیکن سمجھ لیجیے! ان کی آہ لگتی ہے۔ جب بے زبان مرغیوں کو ایذا پہنچ جانے سے ایک مجددِ وقت کے قلب پر علوم کی بارش رُک سکتی ہے تو جو لوگ انسانوں کو ستاتے ہیں ان کا کیا حال ہوگا؟

ایک بار پیرانی صاحبہ کہیں باہر تشریف لے گئی تھیں، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہہ گئی تھیں کہ مرغیوں کو کھول کر دانہ پانی ڈال دیجیے گا۔ حضرت بھول گئے۔ اب جو لکھنے بیٹھے تو سارے مضامین اور معرفت کے سارے دریا بند، ایک خط کا جواب بھی نہ لکھ سکے، تفسیر بیان القرآن رُک گئی، کسی کتاب کی تصنیف نہ ہوسکی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ اے خدا! یہ

مضمون کی آمد کیوں بند ہوگئی؟ شاید مجھ سے کوئی خطا ہوگئی ہے، آپ دل میں ڈال دیجیے تاکہ میں تلافی کرسکوں۔ اللہ تعالیٰ نے دل میں الہام فرمایا کہ ہماری ایک مخلوق گُھٹ رہی ہے، مرغیاں بغیر دانہ پانی کے بند ہیں۔ ہماری مخلوق کو گھٹا کر مضامین کیسے ملیں گے؟ حضرت فوراً دوڑے ہوئے گئے، مرغیاں کھول دیں اور ان کو دانہ پانی دیا۔ بس دل شگفتہ ہوگیا اور علوم پھر آنے لگے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جانوروں کی پیٹھ کو منبر مت بناؤ۔[۱۵] یعنی گفتگو کرنی ہو تو جانور کی پیٹھ سے اُتر کر بات کرو، یہ نہیں کہ جانور کی پیٹھ پر بیٹھے بیٹھے باتیں کررہے ہیں، گھوڑے وغیرہ سفر طے کرنے کے لیے ہیں۔ اسلام جانوروں تک پر رحمت فرماتا ہے، جب جانوروں کے ستانے کی بھی ممانعت ہے تو میرے دوستو! جو بیویوں کو ستاتے ہیں وہ کس قدر عذاب مول لے رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَکۡمَلُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِیۡمَانًا اَحۡسَنُھُمۡ خُلُقًا وَخِیَارُکُمۡ خِیَارُکُمۡ لِنِسَاءِھِمۡ[۱۶]

ترجمہ: کامل الایمان وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں اور
تم میں سب سے بہتر لوگ وہ ہیں جن کے برتاؤ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہیں۔

معلوم ہوا کہ اخلاق کا معیار یہ ہے کہ جس کا سلوک اپنی بیوی کے ساتھ اچھا ہو۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر رُوح المعانی میں ایک روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شوہر کریم ہوتے ہیں، ان پر عورتیں غالب آجاتی ہیں۔ غالب ہونے کے معنیٰ یہ ہیں کہ تیز باتیں کرلیتی ہیں، ناز نخرے دکھادیتی ہیں کیوں کہ ان کو ناز دکھانے کا بھی حق حاصل ہے۔[۱۷]

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے عائشہ! جب تُو مجھ سے خوش ہوتی ہے اور جب رُوٹھی ہوتی ہے تو مجھے پتا چل جاتا ہے۔ عرض کیا کہ آپ کیسے جان لیتے ہیں؟ فرمایا کہ جب تُو مجھ سے خوش رہتی ہے تو کہتی ہے وَرَبِّ مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ربّ کی قسم اور

---

[۱۵] ابوداؤد: ۳۴۷/۱، باب فی الوقوف علی الدابۃ، ایچ ایم سعید

[۱۶] مشکوٰۃ المصابیح: ۲۸۲، باب عشرۃ النساء...الخ، المکتب القدیمیہ

[۱۷] روح المعانی: ۱۴/۵، دار احیاء التراث، بیروت

www.khanqah.org

جب رُوٹھی ہوتی ہے تو کہتی ہے **وَرَبِّ اِبْرَاهِيْمَ** ابراہیم کے ربّ کی قسم۔[۱۸]

معلوم ہوا کہ عورتوں کو تھوڑا سا روٹھنے کا حق ہے۔ یہ ان کا ناز ہے لہٰذا اس کی بھی شریعت نے رعایت رکھی ہے۔ دیکھیے! حدیث میں فرمایا **يَغْلِبْنَ كَرِيْمًا** یہ عورتیں غالب آجاتی ہیں کریم شوہر پر **وَيَغْلِبُهُنَّ لَئِيْمٌ** اور جو لوگ بد اخلاق ہیں وہ ان پر ڈانٹ ڈپٹ مار پیٹ کر کے غالب آجاتے ہیں۔ بعضے علاقوں کے بارے میں معلوم ہوا کہ پہلی رات عورت کو رُعب میں لانے کے لیے بڑی پٹائی کرتے ہیں۔ استغفر اللہ! کیا جہالت اور ظلم ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **فَاُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ كَرِيْمًا مَغْلُوْبًا** میں محبوب رکھتا ہوں کہ میں کریم رہوں چاہے مغلوب رہوں۔ **وَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ لَئِيْمًا غَالِبًا** اور میں بد اخلاق ہو کر ان پر غلبہ نہیں حاصل کرنا چاہتا۔[۱۹]

اور بخاری کی روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت مثل ٹیڑھی پسلی کے ہے۔ دیکھیے! ٹیڑھی پسلیاں کام دے رہی ہیں یا نہیں؟ ان کو سیدھی کرو گے تو ٹوٹ جائیں گی، لہٰذا ان کے ساتھ شفقت، محبت اور رحمت سے معاملہ کیا جائے تو زندگی جنت کی ہو جاتی ہے۔[۲۰]

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس عورت نے سالن میں نمک تیز کر دیا تھا اس کے شوہر نے اللہ تعالیٰ سے معاملہ کر لیا کہ اے خدا! ہاتھ ہی تو ہے، نمک تیز ہو گیا، اگر میری بیٹی نمک تیز کر دیتی تو میں یہی چاہتا کہ داماد اس کو معاف کر دے۔ لہٰذا اے خدا! میں آپ کی رضا کے لیے اس کو جو میری بیوی ہے لیکن آپ کی بندی بھی ہے، اس کی نسبت آپ کے ساتھ بھی ہے، اس کو معاف کرتا ہوں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بے غیرت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی سفارش **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ**[۲۱] کو رَد کرتے ہیں۔ ابھی ایک ڈی آئی جی یا کمشنر سفارش لکھ دے کہ اپنی بیوی کا خیال رکھنا تو بتائیے کہ ہم لوگ کتنا خیال کریں گے؟ اور اللہ تعالیٰ سفارش

---

۱۸ صحیح البخاری: ۲/۷۸۷، باب غیرۃ النساء ووجدھن، المکتب القدیمیہ
۱۹ روح المعانی: ۲/۶۵، النسآء (۱۸۷)، دار احیاء التراث، بیروت
۲۰ صحیح البخاری: ۲/۷۷۹، باب المداراۃ مع النساء، المکتب القدیمیہ
۲۱ النسآء: ۱۹

www.khanqah.org

نازل فرمارہے ہیں کہ ان سے بھلائی کے ساتھ پیش آؤ۔ یہاں ہمارا کیا معاملہ ہے اور کیا ہونا چاہیے، ہر شخص اپنی حالت پر غور کرلے۔

لہٰذا اس شخص نے دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے معاملہ کرلیا اور بیوی کو معاف کردیا اور اس کو کچھ نہیں کہا۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو ایک بزرگ نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تمہارے ساتھ اللہ نے کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ میاں معاملہ تو بڑا خطرناک تھا، بڑے گناہوں کا معاملہ پیش ہوگیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میری ایک بندی نے جس دن سالن میں نمک تیز کردیا تھا اور تم نے میری اس بندی کی خطا معاف کردی تھی، جاؤ! اس کے صلہ میں آج تم کو معاف کرتا ہوں۔

بس غصہ کو پی جانا ایک بہت بڑا مجاہدہ ہے کیوں کہ غصہ آگ ہے اس کو روکنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے، اس لیے اس پر اجر بھی عظیم ہے، اور مجاہدہ کے بقدر مشاہدہ ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو اس مجاہدہ کی بدولت بڑی کرامت حاصل ہوگئی اور اولیاء کی کرامت برحق ہے۔ کَرَامَاتُ الْاَوْلِیَاءِ حَقٌّ اسلامی عقائد میں سے ہے۔ اس لیے کرامت اولیاء کا انکار بڑی گمراہی کی بات ہے۔ البتہ کرامت کسی ولی کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ جب وہ چاہے خود صادر کردے بلکہ جب اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں اپنے کسی مقبول بندے کو عطا فرمادیتے ہیں۔ کرامت فعلِ عبد نہیں ہے فعلِ معبود ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ بابِ کفالت کے اندر اولیاء اللہ کی کرامت کی حدیث لائے ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامت کو بیان کرنے والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک ولی کی کرامت کو بیان فرمارہے ہیں، پیغمبر ایک اُمتی کی کرامت کو بیان فرمارہے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو جو اللہ تعالیٰ کے مقبول اور ولی تھے ایک ضرورت پیش آئی۔ انہوں نے ایک شخص سے ایک ہزار دینار قرضہ مانگا، قرض دینے والے نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کوئی گواہ ہے؟ انہوں نے کہا کَفٰی بِاللہِ شَھِیْدًا اللہ تعالیٰ باعتبار شاہد کے کافی ہیں یعنی شاہد کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کافی ہے۔ پھر اس نے کہا کہ کوئی کفیل اور ذمہ دار لاؤ کہ اگر تم نہ دو تو ہم کس سے وصول کریں؟ تب انہوں نے جواب دیا کَفٰی بِاللہِ وَکِیْلًا اللہ تعالیٰ ہی ہمارا وکیل اور کارساز ہے، وہی ہمارا کفیل ہے۔ یہ دو مضمون سن کر اس نے

کہا صَدَقْتَ تم نے سچ کہا۔ تم اپنے قول میں صادق ہو اور فوراً ایک ہزار دینار قرض دے دیا اور وہ دریا پار چلے گئے اور اپنی ضرورت کو پورا کیا۔

جس دن قرض ادا کرنے کا وعدہ تھا اس دن وہ دینار لے کر پھر آئے لیکن کوئی سواری نہ ملی، بے چارے بے چین تھے کہ کوئی کشتی ملے تو دریا پار جاکر اس کا قرض دے دیں۔ جب کوئی سواری نہ ملی تو انہوں نے لکڑی کا ایک موٹا سا کُندا لیا، اس میں سوراخ کیا اور ایک ہزار دینار اس میں رکھ دیے، اوپر سے کیل لگا کر مضبوطی سے بند کر دیا اور اللہ کے بھروسہ پر دریا میں ڈال دیا اور کہا یا اللہ! آپ کو معلوم ہے کہ میں نے فلاں شخص سے قرضہ لیا تھا اور میں نے بہت کوشش کی کہ مجھے کوئی سواری مل جائے لیکن نہ ملی بس آپ اس کو حفاظت سے اس تک پہنچا دیجیے جس سے میں نے قرض لیا تھا۔ اب ہواؤں کے تھپیڑوں میں لکڑی کا وہ بڑا سا ٹکڑا اچل رہا ہے، کہیں اور بھی جاسکتا تھا، یہ کرامت تھی کہ ہواؤں کے تھپیڑوں سے اس بستی میں پہنچ گیا۔ اُدھر وہ صاحب انتظار کر رہے تھے کہ شاید کسی کشتی سے وہ شخص میرا مال لے کر آجائے کہ اچانک دیکھا کہ ایک لکڑی کا ٹکڑا بہتا ہوا آرہا ہے۔ وہ انہوں نے اپنی بیوی کے لیے لے لیا کہ چلو چولہا گرم کرنے کا سامان اللہ نے بھیج دیا۔ بس اس پر کلہاڑی جو ماری تو ایک ہزار دینار اس میں سے نکل آئے اور ایک پرچہ بھی اس میں رکھا ہوا تھا کہ اے شخص! مجھ کو سواری نہیں ملی لہٰذا مجبوراً میں اللہ کے بھروسہ پر یہ بھیج رہا ہوں۔ اس کے بعد ان کو کشتی بھی مل گئی۔ کشتی پر بیٹھ کر وہ پھر ایک ہزار دینار لائے کہ ممکن ہے کہ پہلے دینار نہ ملے ہوں، لہٰذا جب انہوں نے پیش کیے تو اس نے کہا کہ آپ نے تو پہلے ہی بھیج دیے تھے اور سارا واقعہ بیان کیا کہ لکڑی کے اندر سے اس طرح سارا روپیہ مل گیا۔ فَانْصَرَفَ بِاَلْفِ دِیْنَارٍ رَاشِدًا پس وہ نہایت ہی خوش اور اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور کرامت پر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے واپس ہو گئے۔[۲۲]

اس لیے اولیاء اللہ کی کرامت برحق ہے لیکن لوازم ولایت میں سے نہیں ہے۔ بعضے بے وقوف سمجھتے ہیں کہ ہر ولی کے لیے کرامت لازم ہے۔ ولی کے لیے اہتمامِ تقویٰ، اتباعِ سنت، اتباعِ شریعت یہ چیزیں تو لازم ہیں لیکن عصمت لازم نہیں ہے کہ کبھی ان سے خطا ہی نہ ہو، نبوت کے لیے تو عصمت لازم ہے لیکن ولایت کے لیے کبھی خطا کا صدور منافی ولایت

[۲۲] صحیح البخاری: ۳۰۶/۱، باب الکفالۃ فی القرض والدیون... الخ، المکتب القدیمیہ

نہیں۔ بشرطیکہ وہ اس کی تلافی کرے، معافی مانگ لے، اللہ سے توبہ کرلے، استغفار کرلے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس دس سال تک ایک شخص رہا تھا، اس نے حضرت سے کوئی کرامت نہیں دیکھی، ہوا پر اُڑتے ہوئے، پانی پر بغیر کشتی کے چلتے ہوئے نہیں دیکھا تو مایوس ہوکر واپس ہونے لگا اور کہا کہ حضرت دس سال تک میں نے آپ کے اندر کوئی کرامت نہیں پائی، لہٰذا واپس جارہا ہوں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اے شخص تُو نے دس سال کے اندر مجھ سے کوئی کام خلافِ شریعت اور خلافِ سنت ہوتے ہوئے دیکھا؟ اس نے کہا کہ حضرت دس سال تک میں نے آپ کا کوئی کام خلافِ شریعت اور خلافِ سنت نہیں پایا۔ اس پر حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا آہ! جس غلام نے دس سال تک اپنے مالک کو ایک لمحہ کے لیے بھی ناراض نہیں کیا، اس سے بڑھ کر تُو کیا کرامت چاہتا ہے؟

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اَلْاِسْتِقَامَۃُ فَوْقَ اَلْفِ کَرَامَۃٍ سنت و شریعت پر استقامت ایک ہزار کرامت سے افضل ہے۔

میں یہ عرض کررہا تھا کہ غصہ کو ضبط کرنے سے اور مخلوق کی ایذاؤں کو برداشت کرنے سے بعض بزرگوں کو بڑی کرامت عطا ہوگئی۔ حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ شیر پر چلتے تھے اور جنگل کی لکڑی کاٹ کر شیر پر رکھتے تھے، اور اگر کبھی شیر شرارت کرتا تھا تو زندہ سانپ کا کوڑا تھا، اس سے شیر کی پٹائی کرتے تھے۔ خراسان سے ایک شخص ان سے بیعت ہونے خرقان حاضر ہوا۔ ان کی بیوی بڑی تیز مزاج تھیں۔ پوچھا کیسے آئے؟ کہا کہ حضرت سے مرید ہونے آیا ہوں۔ کہنے لگیں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مجھ سے زیادہ اس پیر کا حال دنیا کیا جان سکتی ہے؟ رات دن میں اس کے ساتھ ہوں، بالکل بنا ہوا مکّار ہے، تم کہاں چکر میں آگئے؟ تمہارے دماغ میں عقل بھی ہے یا نہیں؟ ایسی باتیں سنائیں کہ وہ تو رونے لگا کہ میرا ہزار میل کا سفر بے کار ہوگیا۔ محلہ والوں نے کہا کہ ان کی بیوی مزاج کی تیز ہے، خبردار! بدگمانی مت کرو۔ جاؤ! شیخ جنگل سے لکڑیاں لے کر آرہے ہوں گے۔ وہاں دیکھا کہ شیر پر بیٹھے ہوئے حضرت شاہ ابوالحسن خرقانی تشریف لارہے ہیں۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ کو کشف ہوگیا کہ یہ بیگم کی باتیں سن کر با غم آرہا ہے یعنی غمگین ہے۔ شیخ ہنسے اور فرمایا کہ بھائی کچھ پریشان نظر آرہے ہو، کیا بات ہے؟ کہنے لگا کہ حضرت آپ کے گھر میں تو بڑی تلخ مزاج عورت ہے، ایسی بیوی سے آپ نے کیوں شادی کی؟ تو شیخ نے فرمایا کہ یہ جو مجھے شیر کی سواری ملی ہے اور زندہ سانپ کا کوڑا ملا ہے یہ کرامت اسی خاتون کی تکلیفوں پر صبر کا انعام ہے۔

اور اب مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنیے کہ شاہ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ؎

گر نہ صبرم می کشیدے بارِ زن
کَے کشیدے شیر نر بے گارِ من

اگر میرا صبر اس عورت کی تکلیفوں کے بوجھ کو نہ اُٹھاتا تو بھلا یہ شیر نر کب میری بے گاری کرتا اور میرا غلام بنتا؟ عادت اللہ یہی ہے کہ جس کو کوئی نعمت دیتے ہیں مجاہدہ کراکے دیتے ہیں۔ حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کتنے نازک مزاج تھے۔ دُشمن نے جب ان کو گولی ماری کسی نے پوچھا حضرت مزاج کیسے ہیں؟ فرمایا کہ گولی سے تو کوئی تکلیف نہیں، لیکن گندھک کی بدبو سے سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ دہلی کی جامع مسجد سے نماز پڑھ کر واپس ہوتے تھے، اگر راستے میں کوئی پلنگ ٹیڑھا پڑا ہوا دیکھ لیا تو سر میں درد ہوگیا، رضائی میں اگر دھاگے ٹیڑھے ڈال دیے تو ساری رات نیند نہیں آئی۔ دہلی کا بادشاہ حاضرِ خدمت ہوا اور پانی پی کر کٹورا صراحی پر ترچھا رکھ دیا، حضرت کے سر میں درد ہوگیا۔ پھر اس نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی خدمت کے لیے میں ایک خادم دینا چاہتا ہوں تو فرمایا کہ اب تک تو میں خاموش تھا، تم نے پانی پی کر کٹورا صراحی پر ترچھا رکھ دیا جس سے میرے سر میں درد ہوگیا۔ تمہارا خادم میں کیا قبول کروں۔ جیسے تم ہو ایسا ہی تمہارا خادم ہوگا۔

ان مرزا مظہر جانِ جاناں کو الہام ہوا کہ دلّی میں ایک نہایت بدمزاج، غصہ والی اور بداخلاق عورت ہے، اگر تم اس سے نکاح کرلو تو سارے عالم میں ہم تمہارا ڈنکا پٹوا دیں گے۔ اہل اللہ کو الہام ہوجاتا ہے۔ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بس صرف آواز نہیں آتی ورنہ ہر وقت دل میں باتیں ہوتی رہتی ہیں کہ یہ کرلو، یہ نہ کرو

قولِ او را لحن نَے آواز نَے

اسی کو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ

تم سا کوئی ہمدم کوئی دمساز نہیں ہے
باتیں تو ہیں ہر دم مگر آواز نہیں ہے

ہم تم ہی بس آگاہ ہیں اس ربطِ خفی سے
معلوم کسی اور کو یہ راز نہیں ہے

حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں نے اللہ تعالیٰ سے سودا کرلیا۔ اہل اللہ تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کی مرضی پر اپنے دل و جان قربان کرنے کی راہیں تلاش کرتے رہتے ہیں۔

ان کی مرضی پر مری قربان جاں
اللہ اللہ میں تھا اِس قابل کہاں

؎

جو تُو مشتری ہے تو اے جانِ عالم
بہ نوک سنانت جگر می فروشم
بہ تیغ ادائے تو سَر می فروشم

حضرت کی خدمت میں ایک کابلی آیا۔ حضرت نے فرمایا کہ جاؤ گھر سے کھانا لے آؤ۔ آواز دے کر کہا کہ حضرت نے کھانا منگایا ہے کھانا دے دو۔ بس پھر کیا تھا۔ حضرت کو خوب بُرا بھلا کہنا شروع کردیا کہ پہلے سے کیوں نہیں منگایا؟ ایک گھنٹہ سے کھانا لیے بیٹھی ہوں اور وہاں مجلسِ ملفوظات و ارشادات ہو رہی ہے، بڑے پیر بنے بیٹھے ہیں اور ہمیں اذیت پہنچا رہے ہیں، بندوں کے حقوق کا خیال نہیں، پیر کیا ہے، مکّار ہے وغیرہ وغیرہ۔ کابلی نے تو چُھرا نکال لیا، مگر پھر خیال آیا کہ یہ تو میرے شیخ کی بیوی ہے، اس لیے فوراً رکھ لیا اور اپنی زبان میں کہا تم ہمارے شیخ کا بی بی ہے، اس لیے چھوڑ دیا ورنہ ابھی کام تمام کردیتا اور آکر عرض کیا حضرت ایسی کڑوی عورت سے آپ نے کیوں شادی کی؟ فرمایا کہ بے وقوف! یہ سارے عالم میں مظہر جانِ جاناں کا

www.khanqah.org

جو ڈنکا پٹ رہا ہے یہ اسی عورت کی برکت سے ہے، اس کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہوں اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ نے مجھے استقامت عطا فرمائی ہے، یہ اسی کا انعام ہے۔ دوستو! ایمان لانے کے بعد اللہ کے راستے پر جمے رہنا، اسی کا نام استقامت ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا [۲۳]

گھڑی میں اولیاء اور گھڑی میں بھوت بننے والے تو بہت سے ہیں، کچھ دن تو بالکل فرشتے بن گئے اور جب نفس کا غلبہ ہوا تو سب چھوڑ چھاڑ کر بالکل شیطان بن گئے۔ جب غصہ چڑھا تو پھر یہ بھی نہیں دیکھتے کہ میں کون ہوں اور میرا اللہ کون ہے؟ پھر ان کو پتا ہی نہیں رہتا کہ میں ابھی تلاوت کر رہا تھا اور رات کو تہجد بھی پڑھی ہے اور اشراق بھی پڑھی ہے، غصہ میں بس ایک دم شیطان ہوگئے اور پٹائی شروع کر دی، جو منہ میں آیا بکنا شروع کر دیا۔

اس وقت آدمی بالکل شیطان ہو جاتا ہے، کیوں کہ شیطان آگ سے پیدا ہے اور حدیث میں ہے کہ غصہ بھی آگ سے پیدا ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح المعانی میں حدیث نقل کرتے ہیں:

اِتَّقُوا الْغَضَبَ فَاِنَّہٗ جَمْرَۃٌ تَتَوَقَّدُ فِیْ قَلْبِ ابْنِ اٰدَمَ

غصہ سے بچو کیوں کہ یہ آگ کا شعلہ ہے جو ابنِ آدم کے دل میں سلگتا ہے۔

اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دلیلیں بیان فرمائیں کہ غصہ کا مادّہ اور اس کے اجزاء آگ سے بنے ہیں:

اَلَمْ تَرَوْا اِلٰی انْتِفَاخِ اَوْدَاجِہٖ وَحُمْرَۃِ عَیْنَیْہِ [۲۴]

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ جس پر غصہ چڑھتا ہے اس کی گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور اس کی آنکھیں لال ہو جاتی ہیں۔

آنکھیں بتاتی ہیں کہ اندر آگ ہے۔ آگ جل جائے تو شیشہ کے باہر سے لال لال آگ نظر آتی ہے، آنکھیں شیشہ ہیں، یہ بتاتی ہیں کہ دل میں آگ لگی ہوئی ہے، اور دوسری

۲۳؎ حٰمٓ السجدۃ:۳۰

۲۴؎ مسند احمد:۳/۱۹/ کنز العمال:۱۵/۹۲۲(۴۳۵۸۷)،مؤسسۃ الرسالۃ

دلیل اِنْتِفَاخِ اَوْدَاجِہٖ بیان فرمائی یعنی اس کی گردن کی رگیں بھی پھول جاتی ہیں۔ تو غصہ میں گویا آدمی شیطان ہوجاتا ہے اور شیطان آگ سے پیدا ہوا اور غصہ میں دل میں آگ لگ جاتی ہے جیسا کہ میں نے ابھی آپ کو حدیثِ پاک سنائی۔ لہٰذا غصہ میں جو شیطانی کام بھی پیدا ہوجائے، وہ بعید نہیں ہے۔ غصہ میں ایسے خطرناک اعمال لوگوں سے ہوئے ہیں کہ جس کا آپ تصور بھی نہیں کرسکتے، غصہ میں لوگوں نے اللہ کو گالی دے دی، شریعت کو گالی دے دی، مسلمان سے کافر ہوگئے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ۔

غصہ میں انسان اپنے ماں باپ سے لڑ جاتا ہے، اپنی بیوی پر حد سے زیادہ سختی کردیتا ہے، ظلم کردیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی آہ لیتا ہے۔ غصہ میں بیوی شوہر کے ساتھ گستاخی کرجاتی ہے اور بیٹا باپ سے، شاگرد اُستاد سے، مرید شیخ سے، اُمتی نبی سے اور بندہ اللہ تعالیٰ سے لڑجاتا ہے۔ یہ ایسی خطرناک بیماری ہے، اس خطرناک بیماری سے انسان اپنے بڑوں کی شفقتوں سے محروم ہوجاتا ہے۔ اگر شاگرد اُستاد سے لڑجائے گا تو کیا استاد اس پر شفقت کرے گا؟ جو بھی اپنے بڑوں کا ادب کرے گا، اپنے بڑوں کی عنایات سے مالامال ہوجائے گا۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم اپنے بڑوں کے معاملے میں ایک دم پانی ہوجائیں، جیسے چاہیں وہ ہم پر ناز دکھائیں، ہم اس کو برداشت کریں۔ اختر بھی آپ سے دعا چاہتا ہے۔

ہزاروں واقعات ہیں کہ غصہ کی بیماری کی وجہ سے ہزاروں گھر برباد ہوگئے۔ ابھی کچھ دن پہلے میرا سفر ٹنڈو جام کا ہوا۔ اسّی سال کے ایک بڑے میاں آئے، کہنے لگے کہ میرے داماد نے میری بیٹی کو تین طلاق دے دی اور اس کے آٹھ لڑکے ہیں اور نواں بچہ پیٹ میں ہے۔ سنیے ذرا! ایک تو جوانی میں کوئی غلطی کردے تو کہہ دیتے ہیں کہ ناسمجھی سے کم عقلی سے ایسا ہوگیا لیکن یہ تو بڑھاپے کی عمر کو پہنچ گئے اور تبلیغ میں بھی جاتے رہتے ہیں۔ اب ان کو بھی دورے پڑ رہے ہیں کیوں کہ چھوٹے چھوٹے بچے چھوٹ گئے۔ غصہ میں تو انسان کو اپنی نالائقی کا پتا ہی نہیں رہتا۔ اب بعد میں ہوش آیا کہ میں نے کیا بے وقوفی کی کہ بیوی کو ہمیشہ کے لیے جدا کردیا اور بچے بھی تمام عمر کوسیں گے کہ کیسا ظالم باپ تھا کہ جس نے ہماری ماں کو اس عمر میں آکر طلاق دی۔ سارے گھر میں آگ لگ گئی۔ اب اس شوہر کو خود اتنا غم ہے کہ دورے پڑ رہے ہیں، دل کی بیماری ہوگئی۔ لیکن اب کیا ہوتا ہے۔ اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چُگ گئیں کھیت۔

دوستو! غصہ بہت خطرناک چیز ہے۔ اس کے علاج میں دیر نہ کرنی چاہیے ورنہ دیکھ لیجیے، ایسی عمر میں بڑھاپے میں نو بچوں کا باپ اور بچے بھی بڑے بڑے، ایک بچہ تو اتنا بڑا ہے کہ نوکری کرتا ہے۔ غصہ میں پورے گھر کو تباہ کردیا اور غصہ بھی کس بات پر آیا یہ بھی سن لیجیے! آپ کہیں گے کہ کوئی بڑی اہم بات ہوگی۔ بچہ نوکری پر نہیں گیا، طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔ باپ نے پوچھا کہ نوکری پر کیوں نہیں گئے؟ اس نے کہا کہ آج میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ بس جوتے سے پٹائی شروع کردی کہ تو بہانا بازی کرتا ہے، یہ بدگمانی بھی کی۔ کسی کو بدگمانی کرنے کا حق نہیں۔ بیٹے کے منہ سے بھی کچھ نکل گیا۔ ماں نے سفارش کردی کہ کیوں میری اولاد کو پیٹتے ہو؟

ماں کو محبت زیادہ ہوتی ہے جب باپ پٹائی کرتا ہے تو ماں سفارش کرتی ہے۔ وجہ کیا ہے؟ کہ نو مہینے پیٹ میں رکھتی ہے، ابا جان پیٹ میں نہیں رکھتے، اور اپنا خون پلاتی ہے، دو سال دودھ پلاتی ہے اور دودھ خون سے بنتا ہے۔ جو نو مہینے پیٹ میں رکھے اور اپنا خون پلائے اسے ترس نہ آئے گا؟ اس نے کہا کہ مہربانی کرکے میرے بچے کو معاف کردو حالاں کہ بچہ تو باپ کا بھی ہوتا ہے لیکن ماں اپنی طرف نسبت زیادہ کرتی ہے کہ تم میرے بیٹے کو قصائی کی طرح کیوں مار رہے ہو۔

بس اس پر اس نے کہا کہ اچھا میں تو اس کو ٹھیک کر رہا ہوں تو میرے کام میں دخل دے رہی ہے لہٰذا تجھ کو طلاق، طلاق، طلاق۔ گویا پستول کی تین گولیاں لگا دیں۔ دونوں گھر برباد ہو گئے۔ لڑکی والے کا گھر اور لڑکے والے کا گھر دونوں میں آگ لگ گئی۔ اب دونوں کو دل کے دورے پڑ رہے ہیں۔ بس عبرت کا مقام ہے۔ جو اپنے نفس کی اصلاح نہیں کراتا خود بھی برباد ہوتا ہے اور اپنے متعلقین کو بھی برباد کرتا ہے۔ اصلاح کے بغیر کام نہیں بنتا۔

حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ آرام باغ کے پاس مسجد باب الاسلام میں ایک نوجوان دُعا مانگ رہا تھا اور ایسا گڑ گڑا کے دعا مانگ رہا تھا کہ میں اس کا معتقد ہو گیا اور اس کے چہرے کی زیارت کو میں نے اپنے لیے نعمت سمجھا کہ یہ تو جوانی میں ہی ولی اللہ معلوم ہوتا ہے، اتنے میں ایک بڑے میاں جن کو کم نظر آتا تھا، مسجد سے جا رہے تھے، ان سے اس نوجوان کو ذرا سا دھکا لگ گیا، پیر لڑکھڑا گئے، بڑھاپے میں پیر بھی کانپنے لگتے ہیں تو وہ صاحب جو ابدال لگ رہے تھے، قطب الاولیاء معلوم ہو رہے تھے بولے کہ ابے او نالائق! اُلّو

سجھائی نہیں دیتا، اندھا کہیں کا، بڈھا ہوگیا اور ابھی تک اتنی تمیز نہیں تجھ کو، مجھے دھکا لگا دیا۔ ہاتھ بھی اللہ کے سامنے پھیلے ہوئے ہیں اور ایک بے چارے بوڑھے کو گالیاں بھی بَک رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بس اتنی عبرت ہوئی کہ ہائے میں تو اس کو ولی اللہ سمجھ رہا تھا، مگر یہ تو شیطان کا بھی دادا نکلا کہ ایک بوڑھے شخص کے ساتھ ایسی بدتمیزی کر رہا ہے۔

اس لیے اصلاح ضروری ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ بس بخاری شریف پڑھنے سے اصلاح ہو جائے گی۔ ارے میاں! اگر صرف تلاوتِ قرآن سے اصلاح ہو جاتی تو نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے کیوں پیدا کیا اور تزکیہ کی نسبت نبی کی طرف کیوں کی گئی؟ وَیُزَکِّیْھِمْ کہ ہمارے نبی تمہاری اصلاح کریں گے، اصلاح کی نسبت نبی کی طرف ہے اور پھر نائبین انبیاء کی طرف ہے۔ آدمی آدمی بناتا ہے، کتاب خود سمجھ میں نہیں آسکتی، کتاب اللہ کے لیے رجال اللہ پیدا کیے جاتے ہیں۔ دیکھیے! سورۂ فاتحہ کی تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیع صاحب نے لکھا ہے کہ کتاب اللہ کو سمجھنے کے لیے رجال اللہ کی ضرورت ہے۔ اور کتاب پر عمل کرنے کے لیے ہمت کا پیٹرول بھی ان ہی مردانِ خدا کے سینوں سے عطا ہوتا ہے۔ اگر نبی وقت زندہ ہے تو نبی کے سینے سے اور اگر نبی زندہ نہیں ہے دنیا سے تشریف لے گیا تو اس کے نائبین کے سینوں سے۔ اور جنہوں نے رجال اللہ کو چھوڑ کر کتاب اللہ کو سمجھنا چاہا وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ صراط منعم علیھم کو چھوڑ کر دین نہیں مل سکتا۔

مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی فرمایا تھا کہ ہم حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو مرید ہوئے ہیں تو ہم نے ان سے مسئلہ پوچھنے کے لیے مریدی نہیں کی۔ مسئلہ تو حاجی صاحب ہم سے پوچھیں گے لیکن ہم نے جو کچھ پڑھا ہے اس پر عمل کرنے کے لیے توفیق اور ہمت کا پیٹرول حاجی صاحب سے ہم لینے گئے تھے۔ دیکھیے! اتنے بڑے بڑے علماء بھی اہل اللہ سے بے نیاز اور مستغنی نہیں ہوئے۔ بس سبق لینے کی بات ہے۔

تو میرے دوستو! اصلاح کے لیے کسی مصلح سے تعلق ضروری ہے لیکن اللہ والوں کی دوستی، ان کے پاس اُٹھنا بیٹھنا اور ان کی صحبت میں رہنا ہی کافی نہیں۔ ان کو اپنے حالات بتانا پھر ان کے مشوروں کی اتباع بھی ضروری ہے۔ صحبت کے حقوق بھی تو ہوتے ہیں، یہ نہیں کہ ان کی مرغ کی دعوت کردی یا چائے پلادی اور اصلی مکھن کھلا دیا اور سمجھے کہ ان کی صحبت کا حق

ادا ہو گیا۔ صحبتِ اہل اللہ کے حقوق میں ہے کہ اپنے حالات ان سے بیان کیے جائیں پھر ان کے مشوروں پر عمل کیا جائے۔ اطلاع اور اتباع ہو اخلاص کے ساتھ۔

اب غصہ کا ایک علاج بتاتا ہوں۔ غصہ کے علاج کا ایک پرچہ چھپا ہوا ہے خانقاہ سے، آپ وہ بلا پیسہ مفت حاصل کریں۔ بلا پیسہ کے یہ معنیٰ نہیں ہیں کہ اس میں پیسہ ہی نہیں لگا۔ پیسہ لگا ہے جس کا لگا ہے جس نے اللہ کے لیے خرچ کیا ہے لیکن آپ کو مفت مل جائے گا۔ اس میں چھ سات نمبر ہیں۔ وہ آپ بعد تقریر خانقاہ سے حاصل کرلیں۔

مختصر سا علاج عرض کرتا ہوں کہ جب غصہ آجائے تو فوراً اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھیں لیکن ذرا دائیں بائیں بھی دیکھ لیں کیوں کہ آج کل عجیب معاملہ ہے کہ اگر کسی شخص پر غصہ چڑھا اور آپ نے کہا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تو وہ آدمی لڑنے مرنے کو تیار ہو جاتا ہے، کہتا ہے کہ اچھا آپ نے مجھے شیطان بنا دیا، حالاں کہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ میں تو اللہ تعالیٰ سے پناہ اور حفاظت طلب کی جارہی ہے شیطان کے شر سے، لیکن جہالت کا کیا علاج۔

اسی طرح لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے اندر خاصیت ہے کہ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دے دیتے ہیں۔ لَا حَوْلَ کے معنیٰ ہیں نہیں طاقت ہے گناہ سے بچنے کی اور وَلَا قُوَّۃَ کے معنیٰ ہیں نہیں طاقت ہے نیک عمل کرنے کی اِلَّا بِاللّٰہِ مگر اللہ کی مدد سے۔ حدیث پاک میں بشارت ہے کہ اس کو پڑھنے سے توفیق کا خزانہ مل جاتا ہے۔ اس کو کَنْزٌ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ[۲۵] فرمایا گیا کہ یہ جنت کا خزانہ ہے۔

محدثین نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ کیوں کہ اس سے گناہ سے بچنے کی اور نیک عمل کرنے کی توفیق ملتی ہے لہٰذا جنت تو پھر مل ہی جائے گی۔ جنت کے دو ہی خزانے ہیں: نیک عمل اور گناہ سے بچنا، اور دونوں اس سے حاصل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے ارشاد فرمایا گیا کہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، لیکن آپ راستے میں کہیں جارہے ہوں اور آپ کے اندر کسی گناہ کا تقاضا ہو رہا ہو اور آپ پڑھ دیں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اس کو سن کر بعض

۲۵؎ صحیح البخاری: ۱۰۹۹/۲، باب قولہ وکان اللہ سمیعا بصیرا، المکتب القدیمیہ

www.khanqah.org

آدمی آپ سے لڑنے لگیں گے کہ آپ نے ہمیں دیکھ کر لاحول پڑھا، ہمیں شیطان بنادیا۔ اب یہ غلط چیز مشہور ہوگئی کہ لَاحَوْلَ شیطان پر پڑھی جاتی ہے۔ اس لیے آدمی لڑنے اور مرنے مارنے کے لیے تیار ہوجاتا ہے، یہ نادانی ہے، کیوں کہ اس کے معنیٰ اس کو معلوم نہیں فوراً کہتا ہے کہ آپ نے مجھ پر لَاحَوْلَ پڑھ دیا۔ اُفوہ! معلوم ہوتا ہے کہ بڑی خطرناک گالی دے دی لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لہٰذا اس کو سن کر بُرا نہیں ماننا چاہیے۔ یہ اللہ سے مدد لینے کا وظیفہ ہے۔ تو غصہ کے وقت اَعُوْذُ بِاللّٰهِ پڑھ لے اور جس پر غصہ آرہا ہے وہاں سے ہٹ جائے یا اس کو ہٹادے۔ اس سے کہہ دے کہ آپ اس وقت میرے سامنے سے چلے جائیں، لیکن بعض وقت اتنی ہمت نہیں ہوتی کہ ہم اس کو ہٹاسکیں، ایسے وقت میں خود ہی وہاں سے بھاگ جائے۔ مسجد چلا جائے وضو کرلے اور دو رکعت نمازِ حاجت پڑھ کر دُعا کرلے۔ پانی غصہ کا علاج ہے، وضو کرلو اور پانی بھی پی لو، کیوں کہ آگ جب لگتی ہے تو پانی ہی سے تو بجھتی ہے۔ یہ حدیثوں کے علاج ہیں کہ جس پر غصہ چڑھے وضو کرلے[۲۶] اور اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے[۲۷] اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ اس طرح وہ انتقام لینے سے دُور ہوتا جارہا ہے، کیوں کہ مارنے کے لیے کھڑے ہوکر دوڑنا آسان تھا اور اب جب بیٹھ گیا تو انتقام سے ایک درجہ دور ہوگیا۔ اب بیٹھ کر دوبارہ اُٹھنے سے تھوڑی سی تو کاہلی لگے گی اور اگر لیٹ گیا تو انتقام سے تین درجہ نیچے آگیا۔ کہے گا کہ لیٹ کر بیٹھوں اور بیٹھ کر کھڑا ہوں اور پھر دوڑوں مارنے کے لیے۔ چلو جانے دو۔

حدیث کی ترتیب دیکھیے کہ کھڑے ہو تو بیٹھ جاؤ، بیٹھے ہو تو لیٹ جاؤ۔ اس میں حکمتیں پوشیدہ ہیں اور وضو کا بھی حکم فرمادیا تاکہ مزاج ٹھنڈا ہوجائے، اور اللہ کے عذاب کو سوچے کہ جتنا غصہ مجھے اس پر آرہا ہے اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے ناراض ہوجائیں تو میرا کہاں ٹھکانہ ہے، اور جتنی طاقت مجھے اس پر ہے اس سے زیادہ طاقت وقدرت خدا کو مجھ پر ہے۔ اس وقت خدا کو یاد کرے۔ اگر اس وقت خدا یاد نہیں آتا اور غصہ کی حالت میں خدا کا عذاب، خدا کی پکڑ کسی کو یاد نہیں رہتی اور غصہ والا کہتا بھی یہی ہے کہ صاحب ہمیں تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ یہی دلیل ہے کہ اس وقت وہ شیطان کے قبضہ میں چلاگیا۔ چاہے سید صاحب ہوں، مولوی

---

۲۶ مشکوٰۃ المصابیح: ۴۳۴، باب الغضب والکبر، المکتب القدیمیہ

۲۷ کنزالعمال: ۳/۸۲۸ (۸۸۷۱)، باب الغضب، مؤسسۃ الرسالۃ

www.khanqah.org

صاحب ہوں، صوفی صاحب ہوں، واعظ صاحب ہوں یا کوئی صاحب ہوں۔ کیا وجہ ہے کہ مؤمن ہو کر ہم نے اس وقت خدا کو بھلا دیا اور بنتے ہیں صوفی، تسبیحات بھی ہیں گریہ وزاری بھی ہے۔

ارے! ان آنسوؤں کی کوئی قیمت نہیں ہے، اگر یہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے نہیں ڈرتا۔ چاہے اس کو کتنا ہی رونا آئے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق میں وہ خدا کو یاد نہیں رکھتا تو کیا اس کے آنسو ہیں۔ حالتِ غضب میں سوچے کہ ہم کس کے بندے ہیں، اللہ تعالیٰ آسمان سے دیکھ رہا ہے۔ اللہ کی رحمت سے اُمیدوار تو بنے ہوئے ہیں کہ قیامت کے دن خدا ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے لیکن اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا نہیں آرہا ہے۔ یہاں ہم بالکل بے ہوش ہو جاتے ہیں کہ کوئی ذرا سا ستا دے تو بغیر انتقام لیے چین نہیں آتا۔ علامہ ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِنَّ الْوَلِیَّ لَا یَکُوْنُ مُنْتَقِمًا وَ الْمُنْتَقِمَ لَا یَکُوْنُ وَلِیًّا

اللہ کا ولی انتقام لینے والا نہیں ہوتا اور انتقام لینے والا اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔

جو اللہ کے بندوں پر رحم کرنا نہیں جانتا وہ کس منہ سے اللہ کی رحمت کا اُمیدوار بنتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ایک آیت نازل فرمادی کہ اگر تم اپنی مغفرت چاہتے ہو، اگر تم مجھ سے میری رحمت چاہتے ہو تو میرے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دو۔

لیکن اگر کسی سے بار بار غلطی ہو جاتی ہے تو مایوس ہرگز نہ ہو۔ اس کا علاج یہ ہے کہ غصہ اُترنے کے بعد فوراً اس کی تلافی کرے۔

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک صاحب کو جو غصہ سے بار بار مغلوب ہو جاتے تھے یہ علاج تحریر فرمایا کہ جب غصہ اُتر جائے تو جس پر غصہ کیا ہے مجمع عام میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیے، اس کے پاؤں پکڑیے بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھیے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے ہی نفس کو عقل آجائے گی اور پھر یہ غلطی نہیں کرے گا، کہے گا کہ غصہ کے بعد تو بہت ذلت اُٹھانی پڑتی ہے لہٰذا ایسے غصہ سے میں باز آیا۔

یہ چند علاج ہیں کہ جس پر غصہ آرہا ہے، اس سے الگ ہو جائے، دُور چلا جائے، ٹھنڈا پانی پی لے، وضو کرلے اور اللہ کے غضب اور اس کی پکڑ کو یاد کرے۔ سرورِ عالم صلی اللہ

علیہ وسلم نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کو یہی سکھایا تھا جیسا کہ ابھی حدیثِ پاک سنائی گئی۔ اور غصہ کے وقت یہ سوچے کہ اگر میری خطاؤں پر اللہ تعالیٰ گرفت فرمانے لگیں تو میں کیا چاہوں گا؟ یہی کہ میری معافی ہو جائے، اللہ مجھے معاف کر دے۔ بس جب میں اپنے لیے معافی کو پسند کرتا ہوں تو مجھ کو بھی اس شخص کو معاف کر دینا چاہیے، اور یہ شخص میرا اتنا خطاوار نہیں جتنا میں حق تعالیٰ کا مجرم اور خطاکار ہوں اور حق تعالیٰ کا میرے ساتھ کیا معاملہ ہے، ان کے حلم نے مجھے بچار کھا ہے ورنہ اگر وہ چاہیں تو ابھی زمین کو پھاڑ دیں اور زمین کے اندر مجھے دھنسا دیں۔ جب اللہ تعالیٰ کا میرے ساتھ عفو و کرم کا یہ معاملہ ہے اور میں ان کی معافی کا ہر وقت محتاج ہوں تو کیوں نہ اس شخص کو معاف کر دوں۔

حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کوئی وقت مقرر کر کے روزانہ کچھ دیر اپنے عیوب کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے کہ کائنات میں سب سے زیادہ حقیر اور بُرا میں ہوں۔ اس سے تکبر کی جڑ کٹ جائے گی اور جب تکبر ختم ہو جائے گا تو غصہ بھی نہ آئے گا کیوں کہ غصہ کا سبب تکبر ہی ہے اور غصہ کے وقت یہ سوچے کہ میں تو سب سے بُرا ہوں، اس لیے اپنے سے بہتر پر غصہ کرنے کا مجھے کیا حق ہے۔

ایک وظیفہ بھی ہے جس سے غصہ میں کمی آجاتی ہے۔ ۲۱ مرتبہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ہر نماز کے بعد پڑھ کر اپنے اُوپر دم کر لے اور کھانا کھانے کے وقت تین تین بار پڑھ کر کھانے پر بھی دم کر لے اور پانی پر بھی دم کر لے۔ اللہ کی شانِ رحمت کا اس پر ظہور ہو جائے گا کیوں کہ مٹی سورج کی شعاعوں سے سفید اور روشن معلوم ہوتی ہے اور جہاں سورج کی شعاع نہیں ہے وہاں تاریک اور بے نور ہوتی ہے۔ اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا آفتاب اس پر اپنی کرن ڈال دے گا، رحمت کی کوئی شعاع آجائے گی ان شاء اللہ اور غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا۔ یہ وظیفہ بزرگوں کا بتایا ہوا ہے۔ جیسا مرض ہو اس کے مناسب اللہ کے ناموں میں سے کوئی نام انتخاب کر لو۔ حق تعالیٰ کی اسی صفت کا ظہور پڑھنے والے پر ہو جائے گا۔ مثلاً بیمار ہے تو یَا سَلَامُ پڑھے، اس پر سلامتی کا ظہور ہو گا۔ مفلس ہے تو یَا مُغۡنِیُ پڑھے، حق تعالیٰ کی صفتِ غنا کا ظہور ہو گا۔ اسی طرح اللہ کا نام رحمٰن و رحیم ہے۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھنے سے شانِ رحمت کا ظہور ہو گا اور اس کا غیظ و غضب کم ہو جائے گا، بے جا غصہ نہیں آئے گا۔

www.khanqah.org

اسی لیے حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب دامت برکاتہم بتاتے ہیں کہ چلتے پھرتے کثرت سے یَااَللہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ پڑھتا رہے، لیکن اتنا زیادہ نہ پڑھے کہ دماغ گرم ہوجائے بلکہ اپنی طاقت و تحمل کے مناسب پڑھے۔ بس چلتے پھرتے کبھی کبھی کہہ لیا کرے یَااَللہُ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یہ نہیں کہ مشین کی طرح زبان چلے جارہی ہے۔ آج کل قویٰ کمزور ہوگئے ہیں، زیادتی وظائف سے دماغوں میں خشکی پیدا ہورہی ہے، یہاں تک کہ بعض لوگ پاگل ہوگئے۔ اس لیے اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ کوئی بھی وظیفہ ہو، طاقت سے زیادہ نہ پڑھیں بلکہ کسی مصلح سے مشورہ بھی کرلیں۔

اچھا ۲۱ مرتبہ بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا اگر کسی کو مشکل ہوتا ہے تو چلو سات مرتبہ پڑھ لو۔ سات مرتبہ بھی مشکل لگے تو تین مرتبہ پڑھ لو، کیوں کہ آج کل کراچی میں بڑی مصروفیت ہے۔ دیہاتوں میں تو یہ وظیفہ زیادہ بھی بتادو تو وہ کہیں گے کہ صاحب یہ تو بہت کم ہے کیوں کہ ان کے قویٰ بھی مضبوط ہوتے ہیں اور وقت بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن کراچی والے کہتے ہیں کہ ۲۱ مرتبہ بھی بہت زیادہ ہے۔ ایک تاجر سے بات ہو رہی تھی، کہنے لگے کہ صاحب مجھے تو کراچی میں مرنے کی فرصت بھی نہیں ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! آپ کو مرنے کی بھی فرصت نہیں ہے، موت کا فرشتہ جب آئے گا تو سیٹھ صاحب سے مشورہ کرے گا کہ حضور آپ کو مرنے کی فرصت ہے یا نہیں؟ جان نکالوں یا نہ نکالوں؟ ابھی آپ ''بِزی'' تو نہیں ہیں؟ کہیں گے کہ ''بِزی'' ہوں۔ وہ کہے گا اچھا ''بِزی'' ہو مگر میں ''بُز'' ہی بنا کے رہوں گا، بُز کے معنیٰ بکری یعنی ابھی رُوح نکالتا ہوں۔ عزرئیل علیہ السلام شیروں کو بکری بنادیتے ہیں، رُوح ایسے نکالتے ہیں کہ پہلوان بھی دھڑام سے گر پڑتا ہے، کوئی کتنا ہی بڑا پہلوان ہو موت کے سامنے اس کا کیا داؤ چلے گا۔

اور یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ بھی چلتے پھرتے پڑھتا رہے جس کو غصہ کی بیماری ہو۔ یہاں تک کہ ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ کتنی ہی زبردست مصیبت کسی کو ہو، کتنی ہی پریشانی ہو، قرضہ کی ہو یا بیٹی کا رشتہ نہ مل رہا ہو، کوئی دُشمن ستا رہا ہو، کوئی بھی مصیبت ہو تو پانچ سو مرتبہ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ پڑھے اوّل آخر درود شریف۔ ان شاء اللہ چالیس دن بھی نہیں گزریں گے کہ اس کی مصیبت دور ہوجائے گی۔ اور حدیث سے اس کی تائید

www.khanqah.org

بھی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جب بندہ کہتا ہے **یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ** تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ اس کے پاس بھیجتے ہیں جو کہتا ہے کہ اے شخص! ارحم الراحمین اپنی شانِ رحمت سے تیری طرف متوجہ ہیں، بول کیا مانگتا ہے؟ اس وظیفہ سے غصہ بھی ٹھنڈا ہوگا اور دنیاوی کام بھی بنیں گے، مشکلات دور ہوں گی۔

اچھا ۵۰۰ بار نہ بن سکے تو ۱۱۱ دفعہ پڑھ لیں۔ ۱۱۱ دفعہ پڑھنا مشکل ہو تو ۷۰ دفعہ پڑھ لیں۔ ۷۰ دفعہ مشکل ہو تو ۷ دفعہ پڑھ لیں۔ سات دفعہ پڑھنا مشکل ہو تو تین دفعہ پڑھ لیں اور تین دفعہ بھی مشکل ہو تو ایک ہی دفعہ پڑھ لے۔ بہت بڑا نام ہے ان کا۔ ان کو محبت و اخلاص سے ایک دفعہ پکارنا بھی خالی نہیں جائے گا۔ اب بتاؤ! اس سے زیادہ اور کیا آسانی ہوگی۔ بہت ہی ظالم ہوگا وہ شخص جو ایک دفعہ کہنے سے بھی کاہلی کرے۔ کتنا نزول ہے۔

اگر اللہ والوں کی جوتیاں اختر نے نہ اُٹھائی ہوتیں تو اتنا نزول کرنا مشکل تھا۔ پانچ سو سے کم نہ کرتا، لیکن چوں کہ اللہ کے فضل سے بزرگوں کی صحبتیں اُٹھائیں، کان میں ان کی باتیں پڑی ہوئی ہیں۔

میرے شیخ نے سنایا تھا کہ حکیم الامت مجدد الملت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے (یعنی حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کو) لکھا کہ ستّر مرتبہ **صَلٰوۃٌ تُنَجِّیْنَا** پڑھ لیا کرو۔ اس وقت حضرت شیخ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ جون پور میں پڑھاتے تھے۔ تو حضرت نے حضرت حکیم الامت کو لکھا کہ میں تو سولہ سبق پڑھاتا ہوں، بالکل ہی تھک جاتا ہوں۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ اچھا اگر ستّر مرتبہ نہیں پڑھ سکتے تو آپ سات مرتبہ پڑھ لیا کریں اور ایک پر دس کا وعدہ ہے۔ **فَلَہٗ عَشْرُ اَمْثَالِھَا** سات کو دس سے ضرب دو، آپ کو ستّر کا ثواب مل جائے گا۔ بزرگوں کے ارشادات کی روشنی ہی میں یہ پیش کیا ہے کہ پانچ سو مرتبہ نہ سہی تو ۱۱۱ بار سہی۔ ایک سو گیارہ **کَافِیْ** کا ابجد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ناموں میں سے ایک **کَافِیْ** ہے۔ ایک سو گیارہ مرتبہ اگر پڑھ لیا تو اللہ تعالیٰ کے نام **کَافِیْ** کا عدد پورا ہوگیا۔ اس کے لیے اللہ ان شاء اللہ کافی ہوجائے گا۔ اور یہ نہ ہو تو ستّر مرتبہ بھی بعض اوراد کا پڑھنا حدیثوں میں آتا ہے اور سات مرتبہ بھی آتا ہے اور کم سے کم تین دفعہ پڑھنا سنت ہے، اس لیے کم سے کم تین دفعہ تو پڑھ ہی لے سنت کی نیت سے۔

اور بعض نے **وَ الْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ ...الخ** سات مرتبہ پانی پر دم کر کے پی لیا۔ اس آیت کی برکت سے ان کا غصہ ٹھیک ہو گیا۔ اور درود شریف پڑھنا بھی بہت مفید ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کو سوچا کرے کہ ہمیں بھی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے رحمت لینی ہے، اس لیے اللہ کے بندوں کی خطاؤں کو معاف کر دے۔ خود تکلیف اُٹھالے، اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہ دے اور یہ نیک بندوں کی علامات میں سے ہے۔

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح بخاری میں خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا کہ نیک بندے کون ہیں؟ قرآنِ پاک کی ایک آیت ہے:

اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ[۲۸]

اَبْرَارْ جمع ہے **بَرٌّ** کی، **بَرٌّ** معنیٰ نیک۔ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ ابرار کی تفسیر فرماتے ہیں **اَلَّذِیْنَ لَا یُؤْذُوْنَ الذَّرَّ**[۲۹] نیک بندے وہ ہیں جو چیونٹیوں کو بھی اذیت نہ دیں اور **وَلَا یَرْضَوْنَ الشَّرَّ** اور اللہ کی نافرمانی سے ناراض رہیں خوش نہیں ہوتے، اگر دوسرے کو بھی اللہ کی نافرمانی کرتے ہوئے دیکھ لیں تو دل میں دُکھ پیدا ہو جاتا ہے کہ ہائے یہ میرے اللہ کی نافرمانی کر رہا ہے۔ نیک بندوں کی دو علامات ہوئیں:

۱) وہ چیونٹیوں کو بھی اذیت نہیں دیتے۔ اور

۲) اللہ کی نافرمانی سے راضی نہیں ہوتے۔

اس لیے اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ خصوصاً غصہ کی حالت میں، کیوں کہ غصہ میں عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ اس لیے غصہ میں آدمی دوسرے کو زیادہ اذیت پہنچا دیتا ہے۔

اچھا جس کو طاقت زیادہ ہوتی ہے اسی کو غصہ بھی زیادہ آتا ہے لیکن اگر اس کی طاقت سے زیادہ طاقت والا آجائے تب اس کا سارا غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ حضرت ڈاکٹر عبد الحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ڈاکٹر احسن صاحب ایک دن مجھ سے کہنے لگے کہ لوگ کہتے ہیں کہ صاحب میں غصہ میں پاگل ہو جاتا ہوں۔ تو ہنس کر کہنے لگے کہ غصہ بہت چالاک

---

۲۸ الانفطار:۱۳

۲۹ عمدۃ القاری:۲۱۸/۱، باب المسلم من سلم المسلمون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

ہے، پاگل نہیں ہوتا کیوں کہ جس کو غصہ چڑھا ہے، اگر اس سے دوگنا طاقت والا آجائے چھرا یا پستول لیے ہوئے تو جن کو غصہ چڑھا ہوا تھا اور جو ابھی کہہ رہے تھے کہ میں غصہ میں پاگل ہوگیا ہوں، ان کو ایسی عقل آجائے گی کہ ایسا تیز بھاگیں گے کہ پوچھو مت۔ تو یہ غصہ پاگل نہیں ہے بڑا چالاک ہے، غصہ اپنے سے کمزوروں پر پاگل ہوتا ہے، جب اس سے زیادہ طاقت والا کوئی پہلوان آجائے جس کو دیکھتے ہی یہ سمجھ لے کہ یہ ہمیں گرا دے گا، وہاں اُس کو ایک دم عقل آجائے گی۔ ہاتھ جوڑے گا، پاؤں پکڑے گا اور رونے بھی لگے گا اور کہے گا کہ معاف کردو۔ سارا غصہ غائب، ایسا غائب جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔

لیکن جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں، وہ حالتِ غضب میں بھی اپنے نفس پر غالب رہتے ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کتنے طاقت ور تھے۔ قرآن میں اعلان ہو رہا ہے کہ آپ نے ایک قبطی کو ایک گھونسہ مارا، فَقَضٰی عَلَیۡهِ ایک ہی گھونسہ میں اس کا کام تمام ہوگیا۔ جس کے گھونسہ میں اتنی طاقت ہو اس سے ان کی قوت کا اندازہ لگالیں۔ اور ایک بار اللہ کے حکم سے پتھر کی چٹان پر ڈنڈا مارا تو چٹان اُڑ گئی، دُوسری بار مارا تو دوسری تہہ اُڑ گئی، تیسری بار ان کی لاٹھی کی ضرب سے جب چٹان اُڑی تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا تھا جس کے منہ میں ایک ہرا پتّا تھا، وہ اپنا رزق کھا رہا تھا اور تین چٹانوں کے اندر کہیں کوئی سوراخ بھی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ دکھانا تھا کہ ہم رزق ایسے پہنچاتے ہیں۔

رُوح المعانی میں وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ ...الخ کی تفسیر کے ذیل میں علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا تھا کہ اللہ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے؟ یہ شک وشبہ نہیں تھا۔ انبیاء کو شک وشبہ نہیں آتا، ان کا ایمان کامل ہوتا ہے، بس ایک خیال آیا تھا، تفصیل جاننے کے لیے کہ اللہ تعالیٰ کیسے رزق دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس وقت حکم دیا کہ اس چٹان پر لاٹھی مارو۔ جب تین چٹانیں اُڑ گئیں تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا ہرا پتّا کھا رہا ہے اور وہ کیڑا ایک وظیفہ بھی پڑھ رہا ہے۔ ذرا اس کا وظیفہ بھی سن لیجیے۔ وہ اللہ میاں کو یاد کر رہا تھا۔ تیسرے پتھر کی چٹان کے نیچے چھپا ہوا کیا کہہ رہا تھا؟ سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے، پاک ہے وہ جو تین چٹانوں کے نیچے چھپے ہوئے ایک کیڑے کو دیکھ رہا ہے۔ وَیَسۡمَعُ کَلَامِیۡ

www.khanqah.org

اور جو میری بات کو سنتا ہے **وَیَعْرِفُ مَکَانِیْ** اور جو میرے رہنے کی جگہ کو بھی جانتا ہے۔ **وَیَذْکُرُنِیْ وَلَا یَنْسَانِیْ** اور جو ہمیشہ مجھ کو یاد رکھتا ہے اور کبھی مجھ کو نہیں بھولتا کہ کسی وقت روزی نہ ملے۔[۳۰]

تو حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کی اتنی طاقت تھی ان ہی کے ریوڑ سے نبوت ملنے سے پہلے ایک بکری بھاگ گئی۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بہت بڑے مفسر ہیں اپنی تفسیر کبیر میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک بکری ان کے ریوڑ سے بھاگ گئی، اس کو پکڑنے کے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام دوڑے، وہ بھاگتے بھاگتے میلوں دوڑ گئی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام لاٹھی لیے پیچھے پیچھے دوڑ رہے ہیں، کانٹوں سے آپ کے پاؤں مبارک لہولہان ہو گئے اور بکری کا بھی یہی حال ہو گیا، تمام کانٹے چبھ گئے، اس کے پاؤں سے بھی خون بہہ رہا تھا، آخر میں وہ تھک گئی اور کھڑی ہو کر ہانپنے لگی، تب آپ نے اس بکری کو پکڑ لیا۔ بتائیے! اگر ہم آپ پکڑتے تو کیا کرتے، نہ معلوم اس کی کتنی پٹائی کرتے بلکہ چھری سے ذبح ہی کر ڈالتے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کیا کیا؟ اپنے کانٹوں سے پہلے اس کے کانٹے نکالے اور اس کے پیر دبانے لگے، اس کے بعد اس کو اپنے کندھوں پر اُٹھالیا اور جہاں سے وہ بکری بھاگی تھی واپس اس جگہ تک پہنچادیا۔ اس وقت آپ کو غصہ نہیں آیا بلکہ آپ کے آنسو بہہ رہے تھے اور یہ فرمارہے تھے کہ اے بکری! اگر تجھ کو موسیٰ پر رحم نہیں آیا تو اپنے اوپر تو رحم کرتی، تُو نے اپنے کو اتنی مصیبت میں کیوں ڈالا؟ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ فرشتوں نے اس وقت اللہ تعالیٰ سے گزارش کی یااللہ! یہ شخص نبوت کے قابل معلوم ہوتا ہے۔ اتنا صبر، اتنی برداشت، اتنا حلم، اے اللہ! اپنی رحمت سے آپ اس کو نبی بنادیجیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے ان کو نبوت کے لیے منتخب کیا ہوا ہے، یہ ہمارے علم میں نبی ہیں۔ جن کے درجے بلند ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ قوتِ برداشت عطا کرتا ہے، یہ کیا کہ ذرا سا غصہ آیا اور پاگل ہو گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ[۳۱]

---

۳۰ روح المعانی: ۲/۱۲، دار احیاء التراث، بیروت

۳۱ صحیح البخاری: ۲/۹۰۳، باب الحذر من الغضب، المکتب القدیمیه

www.khanqah.org

پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو پچھاڑ دے بلکہ پہلوان وہ ہے
جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھے۔

ایک دیہاتی صحابی جو ابھی نیا نیا اسلام لائے تھے ان کو معلوم ہی نہیں تھا کہ مسجد کے آداب کیا ہیں؟ وہ آئے اور مسجدِ نبوی میں پیشاب کرنا شروع کردیا۔ صحابہ دوڑے کہ ہیں ہیں کیا کررہے ہو اور اس کو ڈانٹنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَا تَزْرِ مُوْہُ** اس کا پیشاب منقطع نہ کرو یعنی اس کو پیشاب کرنے سے منع مت کرو، اسے اس کے حال پر چھوڑ دو۔ جب اطمینان سے وہ فارغ ہوگیا تو آپ نے اس کو اپنے پاس بلایا اور نرمی سے سمجھایا کہ مساجد اللہ کے ذکر، نماز اور تلاوتِ قرآن کے لیے ہوتی ہیں، مساجد میں پیشاب کرنا اور گندگی پھیلانا بُری بات ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ایک بالٹی پانی لاؤ اور پیشاب پر بہادیا۔[۳۲]

مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ ”خطباتِ مدراس“ میں لکھتے ہیں کہ ایک انگریز مؤرخ لکھتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے پیغمبر جیسی برداشت، صبر اور عقل کامل کہیں نہیں پائی، کیوں کہ ایسے وقت میں جب کسی کی مقدس جگہ کوئی پیشاب کرنے لگے تو انسان کی عقل ٹھیک نہیں رہتی لیکن مسلمانوں کے پیغمبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال عقل سے میں کافر ہوکر حیران ہوں کہ آپ نے کس طرح اپنے جذبات پر قابو رکھتے ہوئے اپنی حسن تدبیر سے پوری مسجد کو ناپاک ہونے سے بچالیا۔ اس وقت عقل کا تقاضا بھی یہی تھا کیوں کہ اگر اس حالت میں اس کو دوڑالیا جاتا تو ساری مسجد ناپاک ہوجاتی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحمل سے کام لیا جس سے تھوڑی سی جگہ ہی ناپاک ہوئی جو آسانی سے پاک ہوگئی۔ اس سے منشا یہ بتلانا ہے کہ تحمل بہت بڑی چیز ہے۔ اونٹ چرانے والی قوم کو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے صدقہ میں کہاں سے کہاں پہنچادیا۔ اکبر الہ آبادی نے کیا خوب کہا ہے ؎

دُر فشانی نے تری قطروں کو دریا کردیا
دل کو روشن کردیا آنکھوں کو بینا کردیا

---

۳۲ صحیح مسلم: ۱/۱۳۸، کتاب الطہارۃ، ایچ ایم سعید

جو نہ تھے خود راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے
کیا نظر تھی جس نے مردوں کو مسیحا کر دیا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر المؤمنین ہیں، ساڑھے دس سال خلافت کی، جن کے نام سے عیسائی ملکوں کے بادشاہ کانپتے تھے، قیصر و کسریٰ کے جھنڈے سرنگوں ہو جاتے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے کہ اے عمر! تُو اونٹ چرایا کرتا تھا، یہ سیّد الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جوتیوں کا صدقہ ہے کہ آج اے عمر! تو حکومت کر رہا ہے، امیر المؤمنین اور مسلمانوں کا خلیفہ بنا ہوا ہے۔

ایک دن ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ کے غصہ کا کیا حال ہے؟ آپ تو بہت ہی غصہ والے آدمی تھے۔ فرمایا کہ پہلے ہمارا غصہ اسلام کے خلاف تھا اب کافروں کے خلاف ہے، اب تو میں ادنیٰ مسلمان کا بھی اکرام کرتا ہوں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کالے تھے، افریقہ کے غلام تھے، ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے تھے یَا سَیِّدِیْ بِلَالَ! اے میرے سردار بلال! بھلا بتلائیے! سردارانِ قریش میں سے معزز خاندان کا فرد، نبی کا پیارا وزیر ایک حبشی غلام کو سیّدی کہہ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وزیر تھے، ایک حضرت ابو بکر صدیق اور دوسرے حضرت عمر فاروق، یہ دو ایسے وزیر تھے جن سے بارہ بارہ بجے رات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مشورے لیتے تھے، کوئی اور صحابی وہاں نہیں ہوتا تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ سے ایک دن نکل گیا کہ اے بلال! تم کالے ہو۔ فوراً خیال آیا کہ میرے منہ سے یہ کیا نکل گیا۔ ایک بات بتادوں کہ جو اللہ کے مقبول ہوتے ہیں، اللہ کے پیارے ہوتے ہیں، ان کی خطاؤں پر اللہ تعالیٰ ان کو تنبیہ فرمادیتے ہیں، ان کو اپنی خطاؤں کا احساس ہو جاتا ہے، یہ احساس ہونا علامت ہے کہ یہ شخص اللہ کے یہاں مقبول ہے۔ لہٰذا فوراً احساس ہوا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمین پر لیٹ گئے اور فرمایا کہ اے بلال! عمر زمین پر لیٹ گیا ہے، تم اپنے پاؤں سے عمر کے جسم پر چلو تاکہ قیامت کے دن عمر کی خطا معاف ہو جائے لیکن حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہیں چلے، فرمایا کہ آپ اللہ کے نبی کے پیارے اور خسر ہیں، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی اُمت کی ماں ہیں، بھلا ایسے معزز کے جسم پر میں پاؤں رکھ سکتا ہوں؟ بس میں نے اللہ کے لیے معاف کر دیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو اپنا کام بنا گئے۔

www.khanqah.org

خلافت کے زمانے میں ایک دن خیال آیا کہ اے عمر! تو مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ یہ محض وسوسہ تھا، تکبر نہیں تھا، صرف خیال آگیا تھا۔ فوراً ایک مشک اُٹھائی پانی بھر کر کندھے پر لادا اور ایک غریب مسلمان کا دروازہ کھٹکھٹایا کہ دروازہ کھول دو، پردہ کرالو عمر پانی بھرنے آیا ہے۔ یہ کون ہیں؟ خلیفۂ راشد ہیں، امیر المؤمنین ہیں، سلطنت ہاتھ میں ہے، انہوں نے یہ کام کیوں کیا؟ نفس کو مٹانے کے لیے۔ بزرگوں نے اپنے نفس کو اس طرح سے مٹایا ہے۔

غصہ کے بارے میں یہ واقعات اس لیے سنا رہا ہوں تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے مقبول بندوں کی نشانی یہی ہے کہ اگر خطا ہوجاتی ہے تو فوراً معافی مانگتے ہیں، استغفار و توبہ میں دیر نہیں کرتے کیوں کہ جب کافروں کو بھی استغفار مفید ہے تو مسلمانوں کو کیوں نہ ہوگا۔ کافر لوگ طواف کی حالت میں کہتے تھے غُفْرَانَكَ اے خدا! ہم کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ آیت کافروں کے لیے نازل فرمائی:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ؕ

اے نبی! جب تک آپ ان کافروں میں زندہ ہیں اس وقت تک میں ان پر عذاب نازل نہیں کروں گا۔ اور دوسری آیت ہے:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ﴿۳۳﴾ [۳۳]

اور اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے۔ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے "بیان القرآن" میں اس کی تفسیر میں فرمایا کہ اللہ نے کافروں کو جو بشارت دی ہے وہ دنیا کے لیے ہے کہ اگر کافر بھی استغفار کرتا رہے تو دنیا میں اس پر عذاب نہیں ہوگا، لیکن آخرت کے عذاب سے نہیں بچ سکے گا بوجہ ایمان نہ لانے کے۔

محدثِ عظیم ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ

اِذَا كَانَ الْاِسْتِغْفَارُ يَنْفَعُ الْكُفَّارَ فَكَيْفَ لَا يُفِيْدُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْاَبْرَارَ [۳۴]

۳۳؎ الانفال:۳۳

۳۴؎ مرقاۃ المفاتیح:۱۲۳/۵، باب الاستغفار والتوبۃ، المکتبۃ الامدادیۃ، ملتان

www.khanqah.org

یعنی جب استغفار کافروں کو بھی نفع دے رہا ہے اوران کو دنیا کے
عذاب سے بچارہا ہے تو مسلمان کو کیوں نفع نہ دے گا۔

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ جلد نمبر پانچ کتاب الاستغفار میں نقل فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اے مسلمانو! اے اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین سن لو اور قیامت تک کے لیے سن لو کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے عذاب سے بچانے کے لیے دو امان نازل فرمائے تھے۔ فَرُفِعَ اَحَدُھُمَا تو عذاب سے نجات کا ایک ذریعہ تو ہم سے اُٹھ گیا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے اُٹھا لیے گئے۔ وَبَقِیَ ثَانِیْھِمَا اور دوسرا باقی ہے یعنی استغفار، اگر تم اللہ سے مغفرت طلب کرتے رہو، گریہ وزاری کرتے رہو تو ان شاء اللہ تعالیٰ عذاب سے بچ جاؤ گے، جس سے بھی کوئی خطا ہو جائے، دو رکعات صلوٰۃِ توبہ پڑھ کر اللہ سے رولو، استغفار کرلو، جہاں جہاں آنسو لگ جائیں گے دوزخ کی آگ وہاں حرام ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کریم ہیں، جب ایک جز کو جنت میں داخل کریں گے تو پورا جسم ہی جنت میں داخل کردیں گے، ان کے کرم سے یہ بعید ہے کہ چہرہ تو جنت میں داخل کردیں اورباقی جسم دوزخ میں ڈال دیں۔ بس اگر گناہ ہو جائے تو فوراً اللہ سے معافی مانگیں، اور بندوں کے حقوق میں کوتاہی ہو جائے تو بندوں سے معاف کرائیں، یہ نہیں کہ کسی کا مال مارلیااور زبان سے کہہ رہے ہیں توبہ یااللہ توبہ یااللہ توبہ۔ اس وقت محض زبانی توبہ سے معافی نہیں ہوگی جب تک کہ اس کا مال واپس نہیں کریں گے، جب اس کا مال اس کو دے دیں گے تب معافی ہوگی۔ اسی طرح غصہ میں کسی پر زبان یاہاتھ سے زیادتی ہوگئی تو ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگیں، جس طرح ہو اس کو راضی کرلیں ورنہ قیامت کے دن پچھتانا پڑے گا اور ہر وقت ہوشیار رہیں کہ کہیں غصہ مجھ پر نہ چڑھ جائے اور غصہ کو استعمال کرنا ہے تو اپنے نفس پر کیجیے۔ جب دل کسی عورت کو دیکھنے کو چاہے اس وقت اس غصہ کو اپنی آنکھوں پر استعمال کیجیے، نفس سے کہیے کہ ہر گز نہیں دیکھوں گا چاہے تو مر جائے۔ تو اللہ کی محبت میں اتنا ارادہ تو کرلو کہ نہ دیکھنے سے چاہے میری جان چلی جائے نہیں دیکھوں گا۔ گناہ نہیں کروں گا چاہے جان رہے یانہ رہے، اس غصہ کو اللہ کی نافرمانی سے بچنے میں اپنے نفس پر استعمال کیجیے اور کبھی جہاد کا موقع ہو تو کافروں کے مقابلے میں استعمال کیجیے،

بزرگانِ دین سے مشورہ کرلیجیے کہ غصہ کہاں استعمال کرنا چاہیے۔اور آخر میں بس یہی عرض کرتا ہوں کہ نفس کی اصلاح کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی اللہ والے سے اصلاح کا تعلق قائم کرلیجیے، اس کو اپنے حالات کی اطلاع اور اس کے مشوروں کی اتباع شروع کردیجیے، پھر دیکھیے کتنی جلدی اصلاح ہوتی ہے۔ پھر آپ بزبانِ حال کہیں گے ؎

تُو نے مجھ کو کیا سے کیا شوق فراواں کردیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

بس اب دُعا کیجیے کہ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

اے اللہ! جو کچھ عرض کیا گیا اس کو اپنی رحمت سے قبول فرمالیجیے، میری زبان کو جس نے آپ کی دی ہوئی توفیق سے آپ کی باتیں سنائی ہیں اور میرے دوستوں کے کانوں کو جنھوں نے محبت سے آپ کی باتوں کو سنا ہے اور میری ماں بہنوں بیٹیوں کو جو گھر کے اندر وعظ کو سنتی ہیں سب کو اپنا پیارا بنالیجیے، اپنا محبوب بنالیجیے، اور قبول فرمالیجیے، آپ کریم ہیں، جب زبان اور کان قبول کرلیں گے تو سارا ہی جسم قبول فرمالیں گے اور ہمارے دلوں کو بھی قبول فرمائیے اور ہماری روحوں کو بھی قبول فرمائیے۔ ہم سب کو یااللہ! اولیائے صدّیقین میں شامل فرمائیے، ہم سب کو ولی اللہ بنادیجیے، ہمارے اخلاق کی اصلاح فرمادیجیے، ہم سب کو تزکیہ نصیب فرمادیجیے، اللہ والی زندگی نصیب فرمادیجیے۔ اللہ ہر قسم کی بلا اور پریشانی سے اور ہر قسم کی بُری بُری بیماریوں سے، ہر قسم کے فکر اور غم کی باتوں سے اور دُکھ سے ہم سب کو امن اور عافیت نصیب فرمائیے اور ہر وقت اپنی رضا کی حیات نصیب فرمائیے اور اپنی رحمت سے ہر غم اور پریشانی سے بچائیے۔ یااللہ! اطمینان کی زندگی، حیاتِ طیبہ ہم سب کو نصیب فرمائیے۔ جو لوگ حج کے لیے جانا چاہتے ہیں یااللہ! جس کے لیے آپ نے اس طرح سے اعلان فرمایا ہے کہ اللہ کا حق ہے لوگوں پر کہ وہ اللہ کے گھر کی زیارت کریں اور جو استغنا کرے گا اور انکار کرے گا تو اللہ تعالیٰ لوگوں سے بے نیاز اور مستغنی ہے۔ دُعا کیجیے کہ جن لوگوں نے حج کی درخواستیں دی ہیں

www.khanqah.org

اللہ تعالیٰ سب کو آسانی سے حج نصیب فرمائے، حجِ مقبول نصیب فرمائے، مشکلات رفع ہو جائیں۔ جنہوں نے حکومت سے اجازت مانگی ہے، ان کو اجازت مل جائے، آرام اور عافیت کے ساتھ حج مبرور نصیب فرمائیے، اور جنہوں نے سستی یا مشغولی سے حج فرض ادا نہیں کیا ہے اور جن کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یااللہ! اتنی سخت وعید فرمائی کہ جو سستی کی وجہ سے حج نہ کرے وہ چاہے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر مرے اتنی سخت وعید ہے۔ اے اللہ! جن پر حج فرض ہے ان کو اپنی رحمت سے جلد حج کرنے کی توفیق عطا فرمائیے اور آسانی فرمائیے اور قبول فرمائیے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

❁❁❁❁

www.khanqah.org

غضب سے متعلق دو احادیث مُبارکہ

معالجۂ غضب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غصہ شیطان سے ہے (یعنی اس کے وسوسہ اور اثر سے ہے) اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی ہی بجھا سکتا ہے پس جب تم میں سے کسی کو غصہ آجاوے تو وضو کر لے۔

(مرقاۃ المفاتیح:۹/۳۶۲، بحوالہ ابُوداوٗد شریف)

حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ جب غصہ آجاوے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھ لے۔ اور مرقاۃ میں ہے کہ اگر غصہ پھر بھی دور نہ ہو تو وضو کرلے اور پھر بھی نہ دور ہو تو دو رکعت نماز پڑھ لے۔ پس یہ صبر کی دوا ہے جو شیطان پر بہت ناگوار ہے۔

(بحوالہ بالا)

اہل غضب کی چار قسمیں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تم میں سے جو جلد غصہ ہوتا ہے اور جلد رجوع کرتا ہے یہ شخص نہ مدح کا مستحق ہے نہ ذم کا۔ اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور دیر سے زائل ہوتا ہے یہ شخص بھی مدح و ذم کا مستحق نہیں۔ اور وہ شخص جس کو دیر سے غصہ آتا ہے اور جلد زائل ہو جاتا ہے تو ایسے لوگ تم میں سب سے بہتر ہیں۔ اور تم میں سب سے بُرے وہ لوگ ہیں جن کو غصہ جلد آتا ہے لیکن دیر سے زائل ہوتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح:۹/۳۳۸)

غصہ کا علاج

از افادات حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہٗ

ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جس وقت غصہ آئے اس وقت یہ سوچو کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر بھی اس طرح غصہ کرنے لگیں تو آخر میں بھی چاہوں گا کہ معافی ہو جاوے۔ تو

www.khanqah.org

مجھ کو چاہیے کہ اس شخص کو بھی معافی دے دوں، اور یہ سوچو کہ یہ شخص میرا اتنا خطاوار تو ہو گا نہیں جتنا میں اللہ تعالیٰ کا گناہ گار ہوں۔ پھر جب میں معافی کا آرزو مند ہوں تو اس کو کیوں نہ معاف کر دوں۔

دوسرا کام یہ کرے کہ فوراً وہاں سے جُدا ہو جاوے یعنی اس جگہ نہ رہے، جب تک کہ غصہ بالکل فرو (زائل) نہ ہو جاوے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر سے اس کے شر سے محفوظ رہیں گے۔

تیسرا کام یہ کرے کہ کوئی وقت مُعَیّن کر کے اپنے عیوب کا دھیان کیا کرے اور سوچا کرے کہ میں سب سے بدتر ہوں۔ اس سے کِبر کی جڑ کٹ جائے گی، اور غصہ کا منشا (سبب) کِبر ہی ہے۔ (کبر کے معنیٰ ہیں اپنے کو بڑا سمجھنا اور دوسرے کو حقیر سمجھنا۔)

اور غصہ کے وقت یہ خیال کر لیا کرے کہ تُو تو سب سے بدتر ہے۔ پس اپنے سے بہتر پر غصہ نہ آنا چاہیے۔

(تربیت السالک: ۱/۲۴۹)

ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ غصہ کے وقت تھوڑی سی ہمت کرنے کی ضرورت ہے کہ جس پر غصہ ہے اس کو اپنے سامنے سے ہٹا دے یا خود علیحدہ ہو جاوے۔ اور اگر پھر بھی غلطی ہو جاوے تو اس کا یہی تدارک جو آپ کا معمول ہے کافی ہے۔ (یعنی معافی مانگنا) اور اس کا شبہ نہ کیا جاوے کہ شاید دل سے معاف نہ کیا ہو کیوں کہ انسان اس سے زیادہ کا مکلّف نہیں کہ اپنی طرف سے دل سے (صاحبِ حق کو) راضی کرنے کی کوشش کرے۔ اس سے آگے اختیار نہیں تو اس کا مکلّف بھی نہیں۔

(تربیت السالک: ۱/۲۴۸)

فرمایا کہ اگر اس کا التزام کر لیں کہ جب کسی پر غصہ آجاوے تو اس کو کچھ ہدیہ دیا کریں چاہے قلیل ہی مقدار ہو، تو زیادہ نفع ہو۔

فرمایا کہ غصہ کا ایک مجرب علاج یہ ہے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے پاس سے جدا کر دیا جاوے یا اس کے پاس سے خود جدا ہو جاوے اور فوراً کسی شغل میں لگ جاوے۔

(کمالاتِ اشرفیہ: ۲۳-۲۴)

ایک صاحب نے غصہ کے علاج کا مجرب نسخہ دریافت کیا۔ جواب میں تحریر فرمایا کہ جس پر غصہ کیا جاوے تو غصہ زائل ہو جانے کے بعد مجمع میں اس کے سامنے ہاتھ جوڑیے، پاؤں پکڑیے، بلکہ اس کے جوتے اپنے سر پر رکھیے۔ ایک دو بار ایسا کرنے سے نفس کو عقل آجائے گی۔

(تربیت السالک:۱/۳۴۲)

غصہ کے متعلق ایک صاحب کے سوال کے جواب میں تحریر فرمایا کہ

سرعتِ غضب (جلدی غصہ آجانا) امرِ طبعی ہے، اختیار سے خارج ہے، نہ اس پر ملامت ہے (یعنی اس میں کوئی مضایقہ نہیں) البتہ اس کے مقتضا پر عمل جبکہ حدود سے تجاوز ہو جاوے مذموم ہے (یعنی غصہ کے تقاضے پر عمل اس وقت بُرا ہے جبکہ حد سے تجاوز ہو جاوے۔) اور اس کا علاج بجز ہمت کے کچھ نہیں۔ اس ہمت میں مغضوب علیہ (یعنی جس پر غصہ آیا ہے اس) سے فوراً دور چلا جانا اور اعوذ باللہ پڑھنا اور اپنی خطاؤں اور حق تعالیٰ کے غضب کے احتمال کو یاد کرنا یہ بہت مُعین ہے، اور نرمی وغیرہ مدت تک تکلف سے سوچ سوچ کر اختیار کرنا چاہیے، مدت کے بعد ملکہ حاصل ہو گا۔ ہمت نہ ہاریے۔

(تربیت السالک:۱/۲۴۶)

❁❁❁❁

www.khanqah.org

نسخۂ اکسیرِ غضب (غصہ کا علاج)

از: حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ذیل اُمور کو دن میں متعدد بار اتنا پڑھے کہ غصہ کے وقت یاد رہیں:

۱۔ پُوری اعوذ باللہ پڑھنا۔

۲۔ وضو کر لینا۔

۳۔ کھڑے ہوں تو بیٹھ جانا، بیٹھے ہوں تو لیٹ جانا۔

۴۔ جس پر غصہ آرہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جانا یا اس کو ہٹا دینا۔

۵۔ کسی صالح (نیک بندہ) کی صحبت میں بیٹھ جانا۔

۶۔ ذکر اللہ میں مشغول ہو جانا نیز درود شریف پڑھنا۔

۷۔ حتی الوسع بات نہ کرنا اور نہ کوئی معاملہ کرنا اس کے ساتھ جس پر غصہ آرہا ہو۔

۸۔ یہ سوچنا کہ غصہ ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جس طرح ایلوا شہد کو۔

۹۔ یہ سوچنا کہ میں بھی اللہ کا خطاوار ہوں، اگر میری خطاؤں پر مواخذہ فرمایا جاوے تو نجات پانا مشکل ہے۔ نیز دوسروں کی خطاؤں کو درگزر کرنے پر اُمید ہے کہ میری خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ لہٰذا جس پر غصہ آرہا ہے اس سے درگزر کرنا ہی بہتر ہے۔

۱۰۔ اگر ہدایتِ مجوّزہ کے خلاف عمل ہو جاوے تو ۵۰ پیسے تا دس روپے تک خیرات کرے اور چار رکعات نفل نماز پڑھے۔

❁❁❁❁

خُداوندا مجھے توفیق دے دے — فِدا کردوں میں تجھ پر اپنی جاں کو

گنہگاروں کے اشکوں کی بُلندی — کہاں حاصل ہے اختر کہکشاں کو

اختر

www.khanqah.org

غصہ ایسی روحانی بیماری ہے جو مومن کے ایمان کو کڑوا کردیتی ہے۔ غصہ پر قابو پانے کی صفت کی بدولت بہت سے لوگوں کو ولایت کے اعلیٰ مقامات مل گئے۔

غصہ اور غیظ وغضب گھر گھر کی کہانی ہے، غصے کی حالت میں انسان اپنے ہوش وحواس اور اچھے برے کی تمیز کھو بیٹھتا ہے یہی وجہ ہے کہ غصے کی آگ میں جلنے کے باعث میاں بیوی میں علیٰحدگیاں ہورہی ہیں جس کے باعث خاندان کے خاندان برباد ہورہے ہیں اور نسلیں تباہ ہورہی ہے، معاشرہ میں قتل کی بڑھتی ہوئی شرح بھی اسی بیماری کا شاخسانہ ہے۔

عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وعظ ''علاج الغضب'' نہایت منفرد اور موثر مضامین کا عجیب وغریب مجموعہ ہے جو غصے کی بیماری کے علاج کے لئے قرآن وسنت کے حوالوں سے مدلل نسخۂ کیمیا ہے۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری

[illegible]

AW-004